

دیوان میر درد

بفراش

شیخ مبارک علی تاجر کتب

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۱۹۲۸ء

(مطبوعہ کری پریس لاہور باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر و پبلشر)

۱۶

قیمت فی جلد

طبع دوم

سہ ماہیہ ۱۹۲۸ء



بسم اللہ الرحمن اریم

روایف الف

مقدور ہیں کب ترے وصفوں کی رقم کا اُس سند عزت پہ کر توجہ ملو نہا ہے بستے ہیں ترے سایہ میں سب شیخ و برہمن ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب کے	حقا کہ خداوند ہے تو بوج و قسم کا کیا تاب گذر ہوئے تنقل کے قدم کا آباد تھی سے ہے تو گھر دیر و حرم کا اور دل میں بھر دے سب تو ہے ترے کرم کا
--	--

مانند جاب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا یاں افتقار کا تو امکان سبب ہوا ہے باہر نہ اسکے تو قید خودی سے اپنی ہے جلوہ گاہ تیرا کیا غیب کیا شہادت جھلٹا نہیں ہمارا دل تو کسی طرف سے	اعیان ہیں مظاہر ظاہر مہر ظهور تیرا ہم ہوں نہوں نے ہے ہونا ضرور تیرا اے عقل بے حقیقت دیکھا شعور تیرا یاں بھی شہود تیرا واں بھی حضور تیرا جی میں سمارا ہے از بس غرور تیرا
--	---

اے درد و مبسوط ہے ہر سو کمال تیرا

نقصان گر تو دیکھے تو ہے قصور تیرا

درس یا دیر تھا یا کعبہ یا بیت خانہ تھا وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا جیفہ کہتے ہیں ہوا گلزار تاراج خزاں ہو گیا ہرمان سرائے کثرت مہموم آہ بھول جان خوش رہبت وہ سابقہ ست یاد کر	ہم سمجھی ہرمان تھے واں تو ہی صاحب خاں تھا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا آشنا اپنا بھی واں اک سبزہ بیگانہ تھا وہ دل خالی جو تیرا خاص خلوت خانہ تھا درویدہ نکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا
--	--

<p>بھڑا دے منہ سے منہ ساتی ہمارا اور گلابی کا</p>			
<p>مرا ٹپتا ہے جس گل پیرن کو بے حجابی کا فلک نے ہم کو سو نیا کام جو کچھ تھا شبانی کا بیان کرنے لگا قصہ وہ اپنی ہی خرابی کا مہ لوے ہے پیدا عیب اس کی بدر گاہی کا</p>	<p>کچھ خوش بھی کیا ہے دل کسی زندہ شرابی کا چھپے ہرگز نہ مثل بودہ پردوں کے چھپا سے شرارہ برق کی ہی بھی نہیں باں فرصت ہستی میں اپنا درد دل چاہا کہوں جس پاس عالم میں کہو دہرخ دیکھا تو سواری کے نہیں قابل</p>		
	<p>زمانے کی نہ دیکھی جبرے ریزی و رو کچھ تو نے ملا با مثل مینا خاک میں خون ہر شرابی کا</p>		
<p>جی نہ ہے یار ہے مجھ کو ادھر دیکھنا تو بھی میسر نہیں بھر کے نظر دیکھنا اور تو باں کچھ نہ تھا ایک مگر دیکھنا کہتے ہو کس سے یہ تم شک تو ادھر دیکھنا دیکھ نہ سکتا آسے ملک بھی جاہر دیکھنا</p>	<p>جان پکھلا ہوں میں ہر جگر دیکھنا گرچہ وہ خورشید روت ہے مرے سامنے سو بھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکے اسے فلک ذکر وفا کیجئے اس سے جو واقف ہو مثل شہر تنگ چشم ہستی بے بود ہے</p>		
	<p>نالہ دل کا اثر دیکھ کیا درد بس جی میں رہ نہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا</p>		
<p>بہتر ہے کیا سے دل کا گداز کرنا ہے اپنے دل سے لازم جو غنچہ ساز کرنا لڑکے ہو تم کہیں مت افتنا ساز کرنا اے امتیاز ناداں ملک اختیار کرنا</p>	<p>اکسیر پریموں اٹنا نہ ناز کرنا کب دل ملے کسی کا ہم غمزدوں کے مل کر اے آنسو نہ آوے کچھ دلی بات نہ یہ تو اپنے ہاتھوں آپ ہی پڑتا ہے غرق میں</p>		
	<p>ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ جید میرے وہ ابرو ادھر مساز کرنا</p>		
<p>ہم رو سیاہ جاتے ہیں تمام رہ گیا غم رہ گیا کچھ کچھ آرام رہ گیا لب تشنہ تیری نرم میں یہ جام رہ گیا</p>	<p>بش نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا یار بے دل ہے یا کوئی ہمارا سرور ساقی مرے بھی دل کی طرف تک نگاہ کر</p>		

<p>دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا کچھ آج ہوتے ہوئے سرانجام رہ گیا اب گاہ گاہ بوسہ بہ پیغام رہ گیا</p>	<p>سوا سوز عشق نے دی آگ پر نونہ ہم کہ چل بے تھے پر اے شردہ وصال میت سے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے</p>
<p>از بسکہ ہم نے حرفِ دولی کا اٹھا دیا اے درد اپنے وقت میں ایہام رہ گیا</p>	
<p>ٹوہی آیا نظرِ جہر دیکھا جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا آپ سے ہوسکا سو کر دیکھا ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا</p>	<p>جگ میں اگر ادھر ادھر دیکھا جان سے ہو گئے بدن خالی نالہ فریادِ آہ اور زاری ان لبوں نے نہ کی مسیحا نی</p>
<p>زور عاشقِ مزاج سے کوئی درد کو قصہ مختصر دیکھا</p>	
<p>زندگی کا اس کو جو دم تھا دمِ شمشیر تھا جب تلک پہنچے ہی پہنچے آگ کا یاں ڈھیر تھا اپنے اپنے بورے پر جو گدا تھا شمشیر تھا دامن صحرا میں ورنہ اس قدر کب گھیر تھا</p>	<p>عاشق بے دل تریاں تک توجی سے میر تھا کی توہمی تاثیر آہِ آتشیں نے اس کو بھی حس کر داتی ہے رو بہ بازیاں سب ورنہ یاں اشک نے میرے ملائے کتنے ہی دریا کے پاٹ</p>
<p>بیچ کعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشتِ دل میں ہو درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھر تھا</p>	
<p>جب تلک ہووے آپ کام آیا بے دفائی نے تیری سلجھایا اس محبت نے جی بہت کھایا جو ہمیں دوستی نے دکھلایا</p>	<p>کام یاں جس نے جو کہ ٹھیرایا بے طرح کچھ اُلجھ گیا تھا دل آنسو کب تک کوئی پٹے جائے وشنی نے سُنا نہ ہووے گا</p>
<p>ہم نہ کہتے تھے منہ نہ چڑھ آس کے درد کچھ عشق کا مزا پایا</p>	

<p>لو اک دن مرا جی ہی جانا رہیگا مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا میں پہونچونگا جب تک یہ آنا رہیگا تو کہہ کب تک آنا رہے گا خبر گل کی ہم کو سناتا رہے گا</p>	<p>اگر یوں ہی یہ دل سنا رہیگا میں جانا ہوں دل کو تیرے پاس چھوٹے گلی سے تری دل کو لے تو چلا ہوں جفا سے غرض امتحان وفا ہے نفس میں کوئی تم سے اے مصفیرو</p>
<p>خفا ہو کے اے درو مر تو چلا تھا کہاں تک غم اپنا چھپانا رہے گا</p>	
<p>ایک بیک خلق سے دم کیجئے گا اور کس پر یہ کرم کیجئے گا اپنے ہاتھوں کو قلم کیجئے گا عیش کو کشتہ غم کیجئے گا آب دآتش کو بہم کیجئے گا رشک گلزار ارم کیجئے گا عرصہ دیر و حرم کیجئے گا راہ طے اک دو قدم کیجئے گا</p>	<p>جی میں ہے سیر عدم کیجئے گا مور و قہر تو بیاں ہم ہی میں سمت بے باک ہے یہ خانہ شوق تک بھی گردوں نے اگر فرصت دی گرمی اشک سے مانند شراب سینہ و دل کے تیش داغوں سے قصہ ہے قطع بطور مستان پہر جب آدگی جی میں جوں برق</p>
<p>شدت مہربتاں دل سے آہ درو کس طرح سے کم کیجئے گا</p>	
<p>پر آسے آہ نے اثر نہ کیا اس طرف کو کبھو گزرنہ کیا سینہ کس وقت میں سپر نہ کیا کچھ خدا کا بھی تم نے ڈرنہ کیا نہ کیا رحم تو نے پر نہ کیا کیا ہے ظاہر میں گو سفر نہ کیا</p>	<p>ہم نے کس رات نالہ سر نہ کیا سب کے ہاں تم ہوئے کرم فرما کیوں بھویں تانتے ہو بندہ نواز کتنے بندوں کو جان سے کھو یا دیکھنے کو رہے ترستے ہسم آپ سے ہم گزر گئے کب کے</p>

کو سدا دل ہے وہ کہ جس میں آہ مجھ سے ظالم کے سامنے آیا	خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا جان کا میں نے کچھ خطر نہ کیا
<p>سب کے جوہر نظر میں آئے درد بے ہنر تو نے کچھ ہنر نہ کیا</p>	
قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا رات مجلس میں ترچن کے شعلہ کے حضور ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن باوجودیکہ پروہال نہ تھے آدم کے پرویش غم کی ترے پاں تہیں تو نے دکھیا	یرنر سے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا شمع کے نہ پہ جو دکھیا تو کہیں نور نہ تھا میں جو پہنچا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا دہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا کوئی بھی داغ تھا سینے میں کہ ناموس نہ تھا
<p>درد کے طے سے اے یار برا کیوں مانا اس کو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا</p>	
جگ میں کوئی نہ ملک ہنسنا ہوگا ✓ اس نے قصداً بھی میرے مالے کو دیکھے غم سے اب کے جی میرا ✓ دل زما لے کے ہاتھ سے سالم ✓ حال مجھ غم زدے کا جس قس نے ✓ دل کے پھر زخم تازے ہوتے ہیں یک بیک نام لے اٹھا میرا	کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہوگا نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا نہ بچے گا بچے گا کیا ہوگا کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا کہیں غنچہ کوئی کھلا ہوگا جی میں کیا اس کے آگیا ہوگا
قطعہ	
میرے مالوں پہ کوئی دنیا میں لیکن اس پر شرِ خلجا نے قتل سے میرے وہ جو باز رہا ✓ دل بھی لے دردِ قطرہ خون تھا	بن کئے آہ کم رہا ہوگا نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا کسی بدخواہ نے کہا ہوگا آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھوسکا رکھتا ہوں ایسے طالع بیدار ہیں کہ رات گونا گونا مار سا ہو نہ ہو آہ میں اثر ورثت عدم میں جا کے نکالوں گاجی کا غم	میں جا ہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہوسکا ہمسا یہ میرے مالوں کی دولت نہ ہوسکا میں نے تو در گزرنہ کی جو مجھ سے ہوسکا کنج جہاں میں کھول کے دل میں نہ رہسکا
---	---

جون شمع مٹنے روئے ہی گزاری تمام عمر
تو بھی تو درد داغ جگر میں نہ دھوسکا

اندازہ وہ ہی مجھے مرے دل کی آہ کا زائد کو ہم نے دیکھ لیا جون نگین لکس ہر خیف فسق میں تو ہزاروں ہیں لذتیں لیکر ازل سے تابہ اب ایک آب ہے رحمت قدم نہ رنجہ کرے گرتیری ادھر دل اس مزہ سے رکھو نہ تو چشم راستی شاہ و گدا سے اپنے تئیں کام کچھ نہیں سوار دیکھیں میں نے تری بے وفا تیاں	رضی جو کوئی ہوا ہو کسی کی نگاہ کا روشن ہوا ہے نام تو اس رو سیاہ کا لیکن عجب مزہ اے فقط دل کی چاہ کا گر در بیان حساب نہ ہو سال و ماہ کا یار بے کون پھر تو ہمارے گناہ کا اے بے خبر برا ہے یہ فرقہ سپاہ کا نئے تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا تس بھی بنت غور ہے دل میں نباہ کا
---	---

اے درد چھوڑنا ہی نہیں مجھ کو جذب عشق
کچھ کہہ با سے بس نہ چلے برگ کاہ کا

دل کس کی چشم مست کا شکار ہو گیا کچھ ہے خبر تھے بھی کہ اٹھ اٹھ کے رات کو بیٹھا تھا خضر آ کے مرے پاس ایک دم جاگ جگر تو سینکڑوں خاطر میں کچھ نہ تھے کھٹکی کھجور دلوں میں نہ تیری صدا جریں	کس کی نظر لگی جو یہ ہمسار ہو گیا عاشق تری گلی میں کئی بار ہو گیا گھبرا کے اپنی زلیست سے سیرا ہو گیا دل کی پیش کے آگے میں ناچار ہو گیا نالہ مرا تو چھوٹنے ہی پار ہو گیا
--	--

اے درد ہم سے یار ہے اب تو سلوک میں
خط زخم دل کو مرہم رنگار ہو گیا

<p>ہم نے ہی اس جہان سے آخر سفر کیا اے شجہ ان جنوں نے مرے دیس گھر کیا اے مالہ واہ خوب یہ تو نے اثر کیا شریندہ تیرے آگے ہمیں اے شر کیا سینہ سے نب خدنگ نے تیرے گزر کیا</p>	<p>تم نے تو ایک دن بھی نہ ابھر گزر کیا جن کے سبب سے دیر کو تو نے کیا خراب تیرے سبب سے اور بھی مجھ پر غصہ ہوا کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی پیکان دل کے ساتھ ہوا جب معاوضہ</p>
<p>روتا ہے گرم جوشی نے یاد کر کے درو آتش نے مجھ کو شمع کے مانند تر کیا</p>	
<p>تو گھر سے بھلا شتاب نکلا دل سمجھے تھے سو کباب نکلا کچھ توجی سے حجاب نکلا پر دل سے نہ اضطراب نکلا</p>	<p>شب گزری اور آفتاب نکلا اے آتش عشق جس کو ہم یاں ایہ صحر کو جو مسکرا کے دیکھا ہر چند کئے ہزار نالے</p>
<p>میناۂ عشق میں تو اے درو تجھ سانہ کوئی خراب نکلا</p>	
<p>معلوم نہیں اسکا ارادہ ہے کدیر کا کراپے دہن ہی تو وصف اپنی کدیر کا دیکھنا نہ کسی سر کو نہ بار شکر کا ہونا نا اگر چشمہ مرے دیدہ تر کا</p>	<p>مانند فلک دل متوطن ہے سفر کا جوں چاہئے اس طرح بیان ہم نہ ہوگا آزاد کسی کی بھی اٹھانے نہیں منت بے جون جگر داغ تو دھر چھایا ہی چلے تھے</p>
<p>کھسار یہ ہر رنگ یہ کتنا تھا پکارے اے درو مقرر ہوں ترے مالونکے اثر کا</p>	
<p>کوئی دم کو ہم بھی ہونے نہیں ہوا بہ سکے کب موج نقش بوریا جوں زبان شمع گم تھا مدعا ہستی سوہوم کا یاں افرا</p>	<p>ظہیر خاں ک بات کی بات اے صبا نے نہ جاوے حرص اہل فقر کو مات جب پہنچا میں اس کے روبرو کھل گیا جو کچھ کہ تھا اے نیستی</p>

درد میری تیرہ بجتی کے تئیں ڈھونڈھو یہ نسل ہما	
نہ اندیشہ ہے شادی کا مجھے نہ فکر ہے غم کا برابر سائیں ہوتا ہے خون سر زبر اور غم کا کہ ہر اک سرو قد ہے اس چمن میں گل باغ کا گلوں کے منہ پہ یوں چڑھتی ہے پیدہ کیچہ شبنم کا	کھلا دروازہ میرے دل پہ از بس ادعا ملک کا بند و پست سب ہوا میں اپنی نگاہوں میں گلستان جہاں کی دیکھو چشمن عبرت سے چمن میں باغبان صبح کو کہتی تھی یہ بیل
نہیں مذکور شایاں درد ہرگز اپنی مجلس میں کبھی کچھ ذکر آیا بھی تو ابراہیم ادہم کا	
بس چوم یاں جی گھبرا گیا پروہ کیا کچھ ہے کہ جی کو بھا گیا جی میں یکس کا تصور آگیا پر میری نظروں کے پڑھتے آگیا غم تیرا کتنے کیلجے کھا گیا	سینہ دل حسرتوں سے چھا گیا تجھ سے کچھ دیکھا نہ ہم نے جز جفا ساکھل نہیں سکتی ہیں اب آنکھیں می میں نے تو ظاہر نہ کی تھی دل کی بات اپنی گئی کتنوں کا ہوو تیری یاد
مٹ گئی تھی اس کے جی سے تو جھجک درد کچھ بک بک کے تو چونکا گیا	
پر نہ پھر اس طرف نہ کیا اس نے جو گیا اے چشم اشکبار یہ کیا تجھ کو ہو گیا جاگا وہی ادھر ہے جو منہ آنکھ سو گیا میں ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ ترنہ جو گیا گر یہ تو نامہ اعمال دھو گیا یاں میں زمین شمر میں یہ تخم بو گیا یہ اگرچہ گرم دھڑکا نہ سمو گیا	دنیا میں کون کون نہ یک بار ہو گیا پھرتی ہے میری خاک صبا در بدر لئے آگاہ اس جہاں سے نہیں غیر بخود اس طوفانِ نوح نے تو ڈوبی زمین فقط برہم کہیں نہ ہو گل و بیل کی آشتی واعظ کسے ڈرائے ہے یوم الحساب سے پھوٹے گی اس زبان میں گلزار معرفت کیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر

	اے درو جس کی آنکھ کھلی اس جہاں میں شبنم کی طرح جان کو اپنی وہ رو گیا	
برابر ہے نیا کو دیکھا نہ دیکھا کہ جس کو کسو نے کھووا نہ دیکھا کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا کبھو تو نے اگر کشا نہ دیکھا اور تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا کھلی آنکھ جب کوئی پردہ نہ دیکھا	تجھی کو جویاں جلوہ فرما نہ دیکھا مرا غنچہ دل ہے وہ دل گرفتہ یگانہ ہے وہ آہ بیگانگی میں ادبیت مصیبت ملامت بلائیں کیا مجھ کو داغوں نے سرو چراغاں تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائے حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم	
	شب دروزے درو درپے ہوں اسکے کسو نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا	
جہاں میں دفتر روز سے جہت نام ہے شیشا لگا رہا ہی خالی جوں دل کا کام ہے شیشا صراحی مہج کو گرا تھ ہے تو شام ہے شیشا کہ ہم کم حوصلوں سے حتیٰ میں ہر اک جام ہے شیشا	نشہ کیا جانے وہ کہنے کوئے آشام ہے شیشا صراحی وکد و تک خلق اے ساتی تھکے ہے شرب روز اس طرح گزرے ہے اپنی تونہ پھوپھ نگاہ مست ان آنکھوں کی ٹکاپ ہے پڑتی	
	ہنوکھ کل شکستہ کیونکہ دل اے درو مستور کا نے ٹھکوں کی دولت سرسبز کلفام ہے شیشا	
اپنا بھی توجی نکل گیا تھا اگلے دنوں کچھ سنبھل گیا تھا کل دیکھ رقیب جل گیا تھا کہنے روزوں پہل گیا تھا بے طرح سے کچھ چل گیا تھا اپنا بھی توجی بکھل گیا تھا	تو بن پہلے گھر سے کل گیا تھا اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل آنسو مرے جواہروں نے پونچھے پھر ہونے لگا یہ دل توبہ چین بارے پھر ہر بان ہوا ہے شب تک جو بچا تھا وہ طاعن	

میں سامنے سے جو سکر آیا
ہونٹھ اُس کا بھی دروہل گیا تھا

یوں ہی ٹھہری کر ابھی جائیے گا جی کی جی ہی میں نہ رکھ جائیے گا تُرخ ہمارا بھی اگر پائیے گا میں جولوچھا کبھو آؤ گے کہا کیونکہ گزرے گی بھلا دیکھوں گا میں خا اجانے یہ کیا دیکھوں ہوں میرے ہونے یہ عیش رکھتے ہو لوچھہ کر حال تو بھیر سننے نہیں کبھو ہم کو بھی بھلا کوپوں میں زلف میں دل کو تو اٹھاتے ہو خدمت اور دل ہی کو فرماتے ہو قتل تو کرتے ہو مجھ کو لیکن حرم و دہر تو ہم چھان چکے	بھیرشتالی تو بھلا آئیے گا بات جو ہوگی سو فرمائیے گا تو تو منہ اپنا بھی دکھائیے گا جی میں آجائے گا تو آئیے گا گر اسی طرح سے شرمائیے گا آپ کچھ جی میں نہ بھرمائیے گا بھیرا کیلئے بھی تو گھبرائیے گا اُس مجھ اور نہ بکوائیے گا بھیرے چلتے نظر آجائیے گا پھر اسے آپ ہی سمجھائیے گا کبھو بندے کو بھی فرمائیے گا بہت سا آپ ہی پھینائیے گا کہیں اُس کا بھی نشان پائیے گا
---	---

دروہم اس کو تو سمجھائیں گے پر
اپنے تئیں آپ بھی سمجھائیے گا

بظاہر کہیں غنچہ دل سے ملا تھا متنا مرخص ہوئی نا امیدی جو اس طرح غیروں سے ملتا پھرے ہے کہا میں مرا حال تم تک بھی پہونچا برائی تری کچھ نہیں بات کیا ہے تم آکر جو پہلے ہی مجھ سے ملے تھے	کل اُس کا گریبان و دست قضا تھا یہ کیا ہو گیا اور میرے دل میں کیا تھا کبھی تو ہمارا بھی وہ آشنا تھا کہا تب اچھا سا کچھ میں سنا تھا مرا دل ہی یہ میرے حق میں برا تھا لگا ہوں میں جادو سا کچھ کر دیا تھا
--	--

<p>بائیں جو کچھ اس کے ملنے سے دیکھیں نہ ملتے تو اے ورد اس سے بھلا تھا</p>	
<p>اپنا تو نہیں یار میں کچھ یار ہوں تیرا کرنا جتنے پہ مرے جی نہ کرنا ہا تیری بلا سے تو چاہے نہ چاہے مجھے کچھ کام نہیں ہے تو ہو دے یہاں مجھ کو بھی ہونا وہیں لارم ہے عشق سے میرے ہی ترے عین کا شہرہ میری بھی طرف تو کبھی آجا میرے یوسف</p>	<p>تو جس کی طرف ہو دے طرفدار ہوں تیرا اپنا تو نہیں غم مجھے غوار ہوں تیرا آزاد ہوں اس سے بھی گرفتار ہوں تیرا تو گل ہے مری جان تو میں خار ہوں تیرا میں کچھ نہیں پرگرمی بازار ہوں تیرا بوڑھیا کی طرح میں بھی خریدار ہوں تیرا</p>
<p>اے ورد مجھے کچھ نہیں اب اور تو آزار اُس حشیم سے کہہ دینا کہ بیمار ہوں تیرا</p>	
<p>تو کب نہیں مجھ ساتھ مری جان ملیگا چلے کہیں اُس جا پہ کہ ہم تم ہوں اکیلے شیوہ نہیں اپنا تو عبت ہرزہ یہ بکنا رو بیٹھے گا میری ہی طرح دین کو اپنے نزدیک رہے پر اپنے بلانے سے کب آوے ہوں وعدے ترے دل کی تسلی نہیں کرتے</p>	<p>ایسا بھی کہہو ہو گا کہ پھر آن ملیگا گوشہ نہ ملے گا کوئی میدان ملے گا کچھ بات کہیں گے جو کوئی کان ملے گا کافر جو تیرے ساتھ مسلمان ملے گا مل جائیگا تو دور سے پہچان ملے گا تسکیں تھی ہو دیگی تو جس آن ملے گا</p>
<p>اے ورد کہا میں نے تو جس سے کیا چاہا کہنے لگا تجھے سا کوئی انسان ملے گا</p>	
<p>محر ہوتے ہی اٹھ کر وہ جو گھر سے باہر نکلا میرے دل کو جو تو ہر دم بھلا اتنا مٹو ہے میں اپنا حال کہہ سارا جو پوچھا وعدہ آنے کا مری تدبیر کی جتنی اس سے بعضوں نے سووہ کر ملے ہے ورد واسکے ساتھ تو دیکھا غریبی سے</p>	<p>اور ہری اتفاقا پھرتے پھرتے میں بھی جا نکلا تصور کے سوا تیرے بنا تو اس میں کیا نکلا کہا سن سن کے سب باتوں کو آخر دعا نکلا لگا کہنے جو سنتے تھے وہ اپنا آشنا نکلا گھنٹہ اس کے جو تھا جی میں سوا بیکر نکلا</p>

<p>ترے کہنے سے میں از بسکہ باہر ہو نہیں سکتا کہا جب میں تیرا بوسہ تو جیسے قند ہے پیار دل آوارہ اچھے باں کسوی زلف یارب مرچے صبر لڑکی بات سن رہے وہ کہتا ہے کرے کیا فائدہ پیر کو تھلید اچھوں کی ہیں چلتا ہے کچھ اپنا تو برے شے کے آگے کہا میں یوں تو بھلے ہوا اگر بعد مدت کے لگا کہنے تجھ اس بات کو تاک تو کھلے لٹا</p>	<p>ارادہ صبر کا کرنا تو ہوں پر ہو نہیں سکتا لکات کہنے پر قند مکر ہو نہیں سکتا علاج آوارگی کا اس سے ہو نہیں سکتا تھل مجھ کو بھی تو حال سن کر ہو نہیں سکتا کہ جسم جائیسے کچھ اولوگوں کو ہو نہیں سکتا ہمارے دل پہ کوئی اور تو ہو نہیں سکتا اگر چاہو تو یہ کیا تم سے اکثر ہو نہیں سکتا ترے گھرانے جانے میں لکھو ہو نہیں سکتا</p>
<p>بچوں کس طرح میرے درو اس کی تیغ ابرو سے کس کے سامنے آ کوئی جانبر ہو نہیں سکتا</p>	
<p>جب تک ہے دل کے شیشہ میں رنگ افنیاز کا جس کے جناب کے یہ سبھی ناز میں نیاز ہے کوہی اہل کی طرف سے ہی در نہ میں</p>	<p>ہے اے پری تجھی تئیں آئینہ ناز کا واسن ہے لٹے میں مرے اُس بے نیاز کا اک عمر سے امیر ہوں زلف دراز کا</p>
<p>اے درو اس جہاں میں اگر عہد ہے شیب بے پردہ ہوئے جس سے وہ پردہ ہے سار کا</p>	
<p>گل و گلزار خوش نہیں آتا اے جنوں جیب میں ترے ہاتھوں کیا جفا کے سوا تجھے کچھ اور</p>	<p>باغ بے یار خوش نہیں آتا ایک بھی نار خوش نہیں آتا اے شکر گار خوش نہیں آتا</p>
<p>درو ہم کو یہ رات دن تیرا نالہ زار خوش نہیں آتا</p>	
<p>بھرا مے سے نہیں یہ نور سے مسمور ہے شیشا شبالی میکہ میں اکسین تجھ بن کر اے ساقی بغل میں اپنی بٹھلے ہے یہ دختر زر کو</p>	<p>تجلی پر نظر کر اس کی کوہ طور ہے شیشا پڑا ہے جام بے کیفیت و مخمور ہے شیشا نہ پوچھو اس کو مینا دانہ انگور ہے شیشا</p>

بچا یا محتجب کے ماتھے سے اے درد میں لیکن
مرے دل کی طرح میری بغل میں چور ہے شیشا

اے شاہ تو نہ ہو جو دشمن ہمارے جی کا پھیلا ہے کفر بیاں تک کافر ترے سبب سے گذرا تھا بعد مدت وہ سامنے سے ہو کر جوں شمع تو نے جید ہر نظر میں اٹھا کے دیکھا	کہیں دیکھو نہ ہوئے رگوں کا بال سیکا شمع حرم بھی دے ہے ماتھے پہ اپنے ٹیکا اے کوئی نالہ یہ وقت تھا گئی کا پروانہ دار جی ہی جانا رھا کئی کا
تو بھی نہ اگر ملا کرے گا اپنی آنکھوں اُسے میں دیکھوں گر ہیں ہی دھنگ تیرے ظالم	عاشق بھرجی کے کیا کرے گا ایسا بھی کھو خدا کرے گا دیکھیں گے کوئی وفا کرے گا
اہل زمانہ آگے بھی تھے اور زمانہ تھا چٹکا عبت نہیں کوئی غنچہ چین میں آہ بادر نہیں ابھی تجھے غافل یعنی غریب	پر اب جو کچھ کہے تو کسوں نے سنا نہ تھا اے توسن بیمار تھے تازا یا نہ تھا معلوم ہووے گا کہ یہ عالم فسانہ تھا
حال یہ کچھ تو ہے اب دل کی توانائی کا اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری نام سنتا نہیں زاہد تیری حرمت کا کوئی	کہ یہ طاقت نہیں ہوں نام شکیبائی کا خون گردن پر ترے ہے کسی سودا کی کا شور ایسا ہے جہاں میں مری روحانی کا

ولہ

کہاں کا ساقی اور دنیا کدھر کا جام و میاں کسو سے کیا بیان کیجے اب اپنے خال انبر کا نظر جب دل پر کی دیکھا تو سجد و طرائف ہے	مثال زندگی بھر آپ اپنا اب جی پیما نا دل اسکے ماتھے دے پیٹھے جسے جانا نہ پہچانا کوئی کعبہ سمجھتا ہے کوئی سمجھے ہے بت خانہ
---	--

ولہ

اے شمع روز بسکہ ترا انتظار تھا ظالم یہ صید دل سرفرازک سے ترے مدت کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق	میں ایک سا ہی شعلہ صفت ہے قرار تھا اس وقت سے بندھا ہے کہ تو نے سوار تھا تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا
--	--

ولہ

وہ دن کہ ہر گئے کہ ہمیں بھی فراغ تھا چلتا ہے اب پڑا خس و خاشاک میں ملا گد زوں ہوں جس خرابے پہ کہتے ہیں الگے لوگ	یعنی کھو تو اپنے بھی دل کا دماغ تھا وہ گل کہ ایک عمر چمن کا چسراغ تھا ہے کوئی دن کی بات یہ گھر تھا یہ باغ تھا
---	---

رباعیات

کچھ کشش نے تری اثر نہ کیا نشنگی اور بھی بھڑکتی گئی	تجھ کو اے انتظار دیجھ بیا جوں جوں میں انسوں کو اپنے پیا
---	--

ایضاً

زلفوں میں کسوی جو گرفتار نہ ہوتا منرا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزراں	کچھ کام تجھے تجھ سے شب نار نہ ہوتا اگر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا
--	---

ایضاً

ایک تو ہوں شکستہ دل سپہ یہ جور یہ جفا جان کے بدلے میرے ساتھ وعدہ الٹا تھا	سخنی عشق واہ واجی نہ ہوا ستم ہوا سو بھی نہ تجھ سے ہوسکا مفت ہی مفت جی بیا
--	--

ایضاً

جلوہ تو ہر اک طرح ہر شان میں دیکھا جوں غنچہ بچہ آگ دل حد چاک نہ پایا	جو کچھ کہ سنا تجھ میں سوا لسان میں دیکھا منہ ڈال کے جب اپنے گریبا نہیں دیکھا
---	---

ایضاً

نامح میں دین و دل کے تئیں اب تو کھو چکا زاد کیا کرے ہے وضو گو کہ روز و شب	حاصل نصیحتوں سے جو ہوتا تھا ہو چکا چاہے کہ دل سے دھوکہ کدورت سودھو چکا
--	---

ایضاً

ناکور جانے ہے ہم دل لہید گاہ کا موج نسیم کو ہے زنجیر بوئے گل کی	احوال کچھ نہ لہجھو آفت رسید گاہ کا دامن نہ چھوڑینگے پر از خود رسید گاہ کا
--	--

افراد

<p>یا نیکے معشوق نے رحمِ دلف ایسی ہی بے گناہ سو یہ ہے کہ سب کام سے مکو دیا مانند فلک اپنی ہی گردش سے زمانہ داں سے جو نقش قدم دل تو اٹھایا نگیا جہاں جی چاہے واں پر جا کئی لیں شکر کیا حشر کو بھی شور جو بہونا نہ کھٹا برپا کیا یہ آئینہ ہے جلوہ فروش اس جمال کا نور خطوں نے اب نکالا پیش جانا حسن کا زبان کا اب ہو معلوم جو ہر شے ہے گویا پھر مجھ پر مہربان ہوا تو غضب ہو ا مجھے شکوہ پہلے ظالم اس اپنی سخت جانی کا عاشق تو ہم ہوئے پر کیا کیا عذاب دیکھا</p>	<p>دیکھ کر حال پریشان عاشقان زار کا محبت نے ہم کو سحر جو دیا شکوہ مجھے کس سے ہے گلہ کس سے یہ ٹھانا ہم نے چاہا بھی پر اس کوچہ سے آیا نگیا فلک پر کون کہتا ہے گذر آہ سحر کرنا خل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا بے باخلق کرتی ہے اپنے کمال کا خط کے آنے سے ہو معلوم جانا حسن کا مخالف کب گئے سنتے ہی مجلس میں سخن میرا بارے مجھے بتا تو ہسی کیا سبب ہو ا گلہ کرتا نہیں کچھ تری نامہربانی کا روایاں اٹھائیں جو رد عتاب دیکھا</p>
--	---

آشیانے میں ورود بلب کے
آتش گل سے آج پھول پڑا

ردیف الباء

<p>مضطرب ہو جس طرح موج شراب چشمہ خورشید میں کیہ صر ہے آب چشم نقش پاء کا مٹ جاتا ہے خواب سبب اشک ایسا نہیں خاہ خراب جام مے کب ہو سکے جام جناب پائے خم لغزش میں کب لاوے شراب</p>	<p>مخدوم میں بھی مجھے اک تیج و تاب بے بضاعت ہیں سب اہل زرق برق موت ہے آسائش افتاد گان کیوں نہ ہو شرمندہ روئے زمین ہے تنگ طرفوں کو بے جا مے کشی چل نہ جاویں ہیں جو صاحب حوصلہ</p>
---	---

ہستی میں کوئی کبھو دل مردگان گور کے لب پر تبسم کی حساب	مے کشاں کرنے بگے محنت کشی درو ہوتا ہے دل یاراں کباب
روایف التاء	
وہ موکر کہیں تو ہوا بے حجاب رات ہم رو سیاہ دن کو تو کیا منہ دکھا سکیں تیری کلی میں اے بت بے مہربان کطرح واں تم تو اپنے خوش رہے ہو گے پر کیا کہیں تو شام سے جوں مرے خوشید رو گیا	مخاشل زلف دل کو عجیب بچ رات جوں شمع چاہتے ہیں کہ سو شتاب رات لایا تھا پھر مجھے دل خانہ خراب رات گزرے میرے جی پہ جو کچھ بیاں عذاب رات انجم کی طرح آیانہ آنکھوں میں خراب رات
میرے گناہ آئے ہیں کوئی شمار میں اے درو میں نے جی میں کیا تھا عذاب	
زاہد اگر نہیں کی تو نے کسو سے بیعت زلف نناں سے کہنا ہے وقت دستگیری گو کھینچ کھینچ چلے جان اپنی شیخ کھو دے	پیر زغال کہاں کر دست مہو سے بیعت اس سلسلہ میں کی ہے دل نے کسو سے بیعت کوئی زندہ دل کرے ہے اس مردہ کی بیعت
روایف الہیم فارسی	
آئے کس واسطے اے درو میخنے کے بیچ آئینہ کی طرح غافل کھول چھاتی کے کوڑ سیراب و بوستان تو ہے مدیسر ہر گھڑی جو نرے ہیں مرگ میں سو ہم سے پوچھا چاہئے عقدہ دل کھول مثل قطرہ نادر الگ تک بیچ و تاب اتنا جو ہے یاں اس دل صد چاک کو	اور ہی ہستی ہے اپنے دل کچے بھائے بیچ دیکھ تو ہے کون ہار سے تیرے کاشائے بیچ آئینہ کا ہے فقیروں کے بھی دیرا نیچے بیچ کون جانے آہ کیا لذت ہے مرچا نیچے بیچ جوں گہر غلطایں رہیگا آب وادروا نیچے بیچ زلف ابھی ہے کسو کی ظاہر ارشاد کے بیچ

بخت خواب آلود نے میرے سلا یا اس کو درو درو بھول کا تھا ہی افسوں میں افسانے کیج	
مذکور جب پہلے ہے مرا بجن کے کیج اے بے خبر تو آپ سے غافل نہ بیٹھ رہ تجھ کو نہیں ہیں دیدہ بینا و گر نہ یاں	کچھ آپ ہی آپ سوچ وہ رہتا ہے من کیج جوں شعلہ یاں سفر ہے ہمیشہ وطن کے کیج یوسف چھپا ہے آنکے ہر پیر من کے کیج
سو دا اگرچہ درو تو خاموش ہے وے جوں غنچہ سوزیاں ہیں اُس کے دھن کے کیج	
درو جو آتا نہیں اب تو نظر ظاہر کے کیج چھپ رہا ہو گا کسو کے گوشہ خاطر کے کیج	
رولف الراء	
کیونکہ میں خاک ڈالوں سوز دل لپاں پر میں کس طرح بتوں کے لاسا منے جھکا دوں کب اختیار اپنا جوں گل ہے اس چمن میں چاہے کہ بات جی کی منہ پر نہ میرے آئے میں جانتا نہیں ہوں بیٹھے بٹھائے یارب تاریک یہ دلیاں دونوں طرف سے دورے	مانند شمع میرا کب حکم ہے زبان پر دل تو دماغ اپنا کھینچے ہے آسمان پر گلیں سے کیا چلے ہے کیا زور باغبان پر اپنے دہن کو لا کر رکھ دے مرے دامن پر یوں آپڑی کہاں سے آفت یہ میری جان پر دوڑتے مقابل آویں جس طرح رسیاں پر
اے درو بار جیسا ہووے سو ہے حکمت اتنا بھی جی نہ رکھئے ہر وقت امتحان پر	
ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ گھٹا پر ہے اور ہی جلوے کی غرض تو قلمو فی گھبرا کے دل تنگ جو کوئی سانس لگائے جوں کا غذا و اہل ہوں بچیں سینگے مانند چٹان آہ تنگ طرف جہاں کے	شیشہ ہو کر ہے پھینکے گرسنگ ہوا پر یہ قوس قزح کا نہیں نیرنگ ہوا پر اک دم میں ہو عرصہ تو ابھی تنگ ہوا پر رہتی ہے سدا انکے تئیں جنگ ہوا پر یاں کرتے ہیں مہر کھینچنے کے ڈنگ ہوا پر

ہر دم دل بیتاب مرا در و کرے ہے جوں نغمہ نکل آئے گا آہنگ ہوا پر	
اس قدر بختیا کر م یا ظلم رانی اس قدر جان کو آنے سے لب تک نزع میں کھینکے ہو کیا کہیں دل کا کسو سے فضاء آوارگی	مہربانی اس قدر نامہربانی اس قدر دشمنی مجھ سے نہ کراے ناتوانی اس قدر کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہاں اس قدر
درو تو کرتا ہے معنی کے تئیں صورت پذیر دست رس رکھتے تھے کب ہزار دانی اس قدر	
مشہور خلق میں نہیں اپنے کمال کر آنکھیں تو آنسوؤں سے کھیں تر نہیں ہوئیں جبر ہے یہ کہ تجھ سے ستمگر کے ہاتھ میں	بیکتا ہوں مثل آئینہ اور ہی جمال کر ملک تو ہی اے حسین عرق الفضل کر آنکھوں نے دل کو کیونکہ دیا دیکھ جمال کر
فرد	
ہنس قبر پر میری کھل کھلا کر یہ پھول چڑھا کبھی تو آ کر	
رولیف الزاء	
کیا ہوا مر گئے آرام سے دشوار ہنوز ہر لب زخم نمک سود ہے گو مثل سحر کر چکا اپنی ہی عیسیٰ بھی تو پر کیا حاصل موڑ بے منہ نہ ابھی سوزن مرگ کان ہم کر ہے خیال اس کی بی زلفوں کا دم آخر بھی اور تو چھوٹ گئے مر کے بھی اے کج قفس	جی میں تڑپے ہے پڑی حسرت دیدار ہنوز شکوہ آلودہ نہیں پر لب اطہار ہنوز سینکے ویسے ہی تری چشم کے بیمار ہنوز ٹانگے زخموں میں تو میں کتنے ہی در کا ہنوز بنا دے رہا ہے مری نظروں میں دہی مار ہنوز ایک ہم رہے طرح گرفتار ہنوز
یار جانا رہا نظروں سے کبھی کا لیکن دل میں پھرتی ہے مرے درودہ رفتار ہنوز	
ایسا نہیں کہ وہ کی اپنے غماں ہنوز	پھر تار ہے کس تلاش میں یہ آسمان ہنوز

اے بدیرگ بھی رہی آہ فغان ہنوز	لگتی نہیں ہے نالو سے میری زبان ہنوز
موجود پوچھتا نہیں کوئی کسی کے تئیں	توحید تو بھی ہوتی نہیں ہے عیاں ہنوز
سو سو طرح کی ہجر میں ہوتی ہے جانگہنی	مرنا نہیں ہوں تو بھی تو میں سخت جان ہنوز
ہر چند کہ نہ سال ہے دنیا تو کس قدر	آئی ہے پر نظر میں سمجھوں کی جواں ہنوز

کعبہ میں درو آپ کو لایا ہوں کھینچ کر
دل سے گیا نہیں ہے خیال بتاں ہنوز

رباعی

کو کہیں سے نہ بول اے پر دین	اس کے پیشہ کی بھی زبان ہے تیز
ساقی اب سب پکارتے مہینگے	تیرے ماحضوں سے یاں بریز بریز

فرد

بر میں مرے وہ سیر آیا نہیں ہنوز	منقصود میرے دل کا بر آیا نہیں ہنوز
---------------------------------	------------------------------------

رباعی

نہ کیا تو نے ایک بار افسوس	حال پر میرے صد ہزار افسوس
جو کہ ہونا تھا دل پر ہو گزرا	نہ کراے درو بار بار افسوس

ردیف الطاء

کرتار ماہیں دیدہ گریاں کی احتیاط	پر ہو سکی نہ اشک کے طوفان کی احتیاط
خامزہ پڑے ہیں مری خاک میں ملے	اے دشت اپنے کچھو دامان کی احتیاط
جوش جنوں کے ہاتھ سے فصل بہار میں	گل سے بھی ہو سکی نہ گریاں کی احتیاط
تیرے ہی دیکھنے کے لئے آئینہ کی طرح	کرتا ہوں اپنے دیدہ گریاں کی احتیاط
دل کے تئیں گرہ سے کھو کھو لئے نہیں	ہے رلف کو بھی اپنے پریشاں کی احتیاط

داغوں کی اپنے کیوں نہ کرے درو پرورش
ہر باغبان کرتے ہے گلستان کی احتیاط

ردیف الغین

لایا نہ تھا تو آج تلک ہاتھ سوئے تیغ	والبستہ میرے قتل سے تھی آبروئے تیغ
ناچار مجھ سے اس سے تو قطع کلام ہے	کرنا نہیں وہ بات سوا گفتگوئے تیغ
کیجئے نہ قتل اہل وفا جتنے ہیں یہ سب	بارے کہیں ٹھکانے لگے جستجوئے تیغ
جاننازاد بھی ہیں پر اسے ابروان یار	میری طرح نہ ٹھیرے کوئی رو بروئے تیغ
پیاپی مرے لہو کی وہ رہتی ہے دمدم	بر لائیں کھو تو میاں آرزوئے تیغ

فرو

اے درو ایک خلق ہے جانانہ کی طرف
لازم ہے کیجئے دل دیوانہ کی طرف

ردیف الکاف

پیغام یاس بھیج نہ مجھ بے قرار تک	ہوں نیم جاں سو بھی ترے انتظار تک
دیدے شراب ساقی کہ تاروزر مستخیز	جس کے نشے کا کام نہ پہنچے غار تک
صیاد اب رہائی ہے کیا مجھ اسیر کو	پھر کس کو زندگی کی توقع بہار تک
بے قدر میکشی ہوئی عالم میں یاں تیں	ہے صرف شیشہ شج کے سنگ مزار تک

راہ عدم میں درو میں اتنا ہوں تیز رو
پہنچا صبا کا ہاتھ نہ میرے غبار تک

رباعیات

بھرتار میں سہی میں اک عمر جوں فلک	بخت سیاہ پر نہ پھرے میرے اب تلک
چونکہ ہوں درو جیسے اسے دیکھو اب میں	لگتی نہیں ہے تب سے پلک سے میری پلک
ایضاً	
نہیں میرے تئیں کسی کا باک	اب گریاں ہے ہاتھ ہے اور چاک

اگر تو ہو گئے ترے عاشق	کیا ستم ہو زیادہ اس سے خاک
روایت لایم	
<p>کچھ میں ہی باغ میں نہیں تنہا شکستہ دل ہاتھوں سے محسب کے ہیں اب سیکڑے بیج شادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل یارب درست گو نہ رہوں تیرے عہد پر کی جس کی جوں حباب زمانے نے دل ہی لازم ہے گوشہ سلکن زلف میں تری</p>	<p>ہر غنچہ دیکھتا ہوں تو میگا شکستہ دل ساعر شکستہ خاطر و مینا شکستہ دل گل کو شکستہ دل کہو یا تم شکستہ دل بندہ سے پر نہ ہو کوئی بندہ شکستہ دل چھوڑا نہ پھر سے نہ کیا نا شکستہ دل ظالم کوئی پڑا رہے مجھ سا شکستہ دل</p>
<p>سب خون دل ٹپک ہی گیا بوند بوند کر اسے در دہسکہ عشق سے میں تھا شکستہ دل</p>	
<p>یارے یہ داغ عشق ہوا شہر یار دل تیری کہیں گلی کے گہا تھا خیال میں</p>	<p>دلت سے بے چراغ پڑا تھا دیار دل کرتا ہوں اب ملک میں پڑا انتظار دل</p>
<p>اٹھتا ہے بعد مرگ بھی مانند گرد باد اے درد خاک سے مری اب تک غبار دل</p>	
روایت المیم	
<p>کس سے یارب دو چار ہیں ہم جیسے ناپا عدا رہیں ہم اب کے کھیوے میں پار ہیں ہم اتنے زار و زار ہیں ہم اپنے دل کے غبار ہیں ہم رشک چشم شزار ہیں ہم</p>	<p>حیران آئینہ دار ہیں ہم پانی پر نقش کیا ہے ایسا سانی کدھر ہے کشتی سے جی میں پھنسا کھو نہ اپنا اوروں کے گو ہیں سر شہ چشم کوئی کیونکر نظر میں لادے</p>

<p>از ستر تا پا بہار میں ہم نقش لوح مزار میں ہم آوارہ کو ہزار میں ہم ہر جا بے اختیار میں ہم عاشق کے دستداریں ہم اس میں بے اختیار میں ہم اس طور کے کتنے یار میں ہم</p>	<p>آتش میں ہیں پیش شعلہ چشم حیرت سے دیکھ اید ہر جادہ گزرے پھرے ادھر سے از بسکہ میں محو لا تسین مجنوں ہو خواہ کو ہن ہو اپنے طے سے منع مت کر یوں تو عاشق بہت ہیں لیکن</p>	<p>ق</p>
	<p>مجنوں - فریاد - دردِ دامن ایسے یہ دو ہی چار ہیں ہم</p>	<p>~</p>
<p>پھر یہ ہی سمجھ کی مر گئے ہم تھا پیش نظر جد ہر گئے ہم اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم معلوم نہیں کد ہر گئے ہم کس طور سے زینت کر گئے ہم ہمیانہ عمر بھر گئے ہم</p>	<p>ق</p>	<p>اب کی ترے در سے گر گئے ہم جوں نورِ نظر ترا تصور جز اہل صفا بتا تو جوں عکس کس نے یہ ہمیں بھلا دیا ہے تھا عالم جبر کیا بتا دیں جس طرح ہوا اسی طرح سے</p>
	<p>افسوس کہ دردِ اس کو جب تک ہووے ہے خبر گزر گئے ہم</p>	
<p>تھے آپ ہی ایک سو گئے ہم ساتھ اپنے دو چار ہو گئے ہم اپنے تئیں آپ رو گئے ہم پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم</p>		<p>کچھ لائے نہ تھے کہ کھو گئے ہم جوں آئینہ جس پہ یاں کی لڑکی ماتم کدہ جہاں میں جوں ابرا ہستی سے تو تک جگا دیا تھا</p>
	<p>یاروں ہی سے درد ہے یہ چرچا پھر کوئی نہیں ہے جو گئے ہم</p>	

<p>جمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم عرق کی بوند اُس کی زلف سے خسار پڑی ہمیں تو باغ تجھ بن خانہ ماتم نظر آیا کرے ہے کچھ سے کچھ تاثیر صحبت صاف لوگوں کی بھلا ملک صبح ہونے دواسے بھی دیکھ یو بیگے ہیں اسباب کچھ لازم سبکساروں کے اٹھنے کا نپایا جو گیا اس باغ سے ہرگز سراغ اس کا</p>	<p>بہار باغ تو یوں ہی رہی لیکن کہ شبنم تعب کی ہے جاگ یہ پڑی خورشید پر شبنم آدھ کل بھاڑتے تھے جیب روتی تھی اوہ شبنم ہوئی آتش سی گل کے میٹھتے رشک شر شبنم کسی عاشق کے سونے سے نہیں کھنی شبنم گئی ڈوب کھینے اپنے بغیر ازاباں و پر شبنم نہ پٹی پھر صبا ایدہ نہ پھر آئی نظر شبنم</p>
--	---

نہ سمجھا دروہم نے بھیدیاں کی شادی و غم کا
سحر خداں ہے کیوں روتی ہے کس کو یاد کر شبنم

رباعی

<p>کیا کہیں ہوے فکاس طوکر جاتے ہیں ہم ہے کسے جوں شعلہ ظالم آہ تاب انتظار</p>	<p>شمع کے مانند سر کیبل اوہر جاتے ہیں ہم جب تلک نہ کیجے اوہر تو یاں گزر جاتے ہیں ہم</p>
---	--

مرد

<p>خلق میں ہیں پرچار سب خلق سے رہتے ہیں ہم تال کی گنتی سے باہر جس طرح روک ہیں ہم</p>

ردیف النون

<p>گلیم بخت سپر سایہ وار رکھتے ہیں ہسان کا غذا آتش زدہ مرے گلرو کو یکس نے ہم سے کیا وعدہ ہم آغوشی بیشمار فتح نصیبی ہمیں نصیب رہے بلبلے نشہ دنیا گمنا قیامت آہ جہاں کے باغ سے ہم دل سوانہ پھل پایا اگرچہ وہ خنجر ہے محسوس در پے</p>	<p>یہی بساط میں ہم خاک سار رکھتے ہیں ترے جیلے بھنے اور ہی بہار رکھتے ہیں کہ مثل بحر سراسر کنسار رکھتے ہیں جو کچھ کہ اپنی ہے جی میں سوار رکھتے ہیں سب اہل قہر اسی کا خسار رکھتے ہیں فقط ہی شمس داغدار رکھتے ہیں جو ہو سو پر سے اب تو یار رکھتے ہیں</p>
--	---

<p>کہ بے قراری کو ہم بے قرار رکھتے ہیں مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہیں جو اس پہ بھی نہ ملیں اختیار رکھتے ہیں حباب وار کلمہ بھی آثار رکھتے ہیں وہ کچھ ہیں پر کہ سدا اضطراب رکھتے ہیں سدا نظر میں وہ لوح مزار رکھتے ہیں خنک میں سب پہ پہ دل میں شزار رکھتے ہیں</p>	<p>برنگ شعلہ غم شمع ہم سے روشن ہے لہلہارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری بتوں کے حیراٹھائے ہزار بار ہم نے بھری ہے آگے جنہوں میں ہوئے آزاہی نہ برق ہیں نہ شرر ہم نہ شعلہ نے سیلاب جنہوں کے دل میں جگمگ ہے نقشِ عزت نے ہر ایک سنگ میں ہے شوخی بناں پناں</p>
	<p>وہ زندگی کی طرح ایک دم نہیں رہتا اگرچہ دروازے ہم ہزار رکھتے ہیں</p>
<p>جو کچھ کہیں ہوں ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں افتادہ ہوں پہ سایہ قد کشیدہ ہوں ہر صبح مثل صبح گرہاں دریدہ ہوں پر آہ میں تو موج نسیم وزیدہ ہوں کنج مزار میں بھی نہ میں آرمیدہ ہوں</p>	<p>مژگان تر ہوں یادگ تاک بریدہ ہوں پکھنچے ہے دردِ آب کو میری فروتنی ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ روزگار کرتی ہے بونے گل تو مرے ساتھ اختلاط یہ چاہتی ہے تو تپشِ دل کہ بیا مرگ</p>
	<p>اے دروازہ چاک ہے میرا کام ضبط سے میں غمزدہ تو قطرہ اشک چکیدہ ہوں</p>
<p>اک نظر بھروسے سے بھی ہوئے تو بی پائیں راتِ دگن کی طرح بیکرتیں کھاتے ہیں اپنی ہی نوع سے ہیں وہ جو پہنچ جاتے ہیں ہر طرح دل کے تئیں اپنے تو بھلاتے ہیں</p>	<p>آہ مشتاق ترے معیت ہوئے جاتے ہیں گو سلامت ہوں میں ظاہر میں پر لکھ خطرات تو بھی اے پائے طلب تاک تو بھلا توبہ چونک ہم سے بیکاروں سے بہتر میں بہ اہل شغال</p>
	<p>درو کی طرح وہ ہو جاتے ہیں کچھ اد کے او تیرے از خود شکان چکر بخود آتے ہیں</p>

<p>گردیکھئے تو نظر آثار بقا ہوں کرتا ہوں پس از مرگ بھی حل مشکل عالم منوں مرے فیض کے سب اہل نظر ہیں اے آسفر فکر اگر سمجھو تو شاہی ہے نظر انوار صفا میری کدورت احوال دو عالم ہے مرے دل پر ہویدا آقا و نہیں قید میں زنجیر کی ہرگز</p>	<p>اور سمجھئے ہوں عکس مجھے جو فنا ہوں بے حس ہوں پناہ کی طرح عقدہ کشا ہوں ہوں نور ہر ایک چشم کا دیدار نما ہوں سلطان ہے اگر شاہ تو میں غل ہما ہوں ہر چند کہ آہن ہوں پر آئینہ بنا ہوں سمجھا نہیں تا حال پر اپنے نہیں کیا ہوں ہر چند کہ عالم میں ہوں عالم سے جدا ہوں</p>
<p>ہوں قافلہ سالار طریق قدما و ردا چوں نقش قدم خلق کو میں راہ نما ہوں</p>	
<p>نہ ہم غافل ہی رہتے ہیں نہ کچھ آگاہ ہوتے ہیں نقد گاہ امکاں میں ہے وہ کچھ بخشش مطلق غور و حس کم ہوتا نہیں کچھ خط کے آنے سے اگر جمیدت دل ہے مجھے منظور فانی ہو</p>	<p>انہیں طرحوں میں ہم ہر دم فنا فی اللہ ہوتے ہیں کہ ہو واسد کو لاکھوں دام یاں نتواہ ہوتے ہیں کہ یہ سب مورچہ ہے بھی سلیمان جاہ ہوتے ہیں کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہیں</p>
<p>پر کیا و ردا کچھ مت رکھ ترقی اور تنزل کا کہ اپنے ذہن میں تو یاں گدا بھی شاہ ہوتے ہیں</p>	
<p>تو مجھ سے نہ رکھ غبار جی میں بیزار ہے مجھ سے تو پہ مجھ کو گل اب تو ملے ہیں ہنسکے لیکن یوں پاس بٹھا جسے تو چاہے</p>	<p>آوے بھی اگر ہزار جی میں اب تک ہے وہی پیار جی میں بلبل پہ چھبیں گے خار جی میں پر جاگ نہ دیو یار جی میں</p>
<p>کیا فائدہ و ردا شور شرعے اچھے بے جو کچھ سواما جی میں</p>	
<p>ہر چند تیرنی سمیت سوار راہ ہی نہیں وہ مرتبہ ہے اور ہے تمہید کے پر سے</p>	<p>تسپر بھی آہ یاں کوئی آگاہ ہی نہیں ہم جس کو پوچھتے ہیں وہ اللہ ہی نہیں</p>

<p>ہم بھی فلک سے کرتے کسی چیز کی طلب انسان کی ذات سے ہیں خدائی کے کیس یا سوزنگ سے ہیں جلیہ نما گوتانِ حسیق گر کہتے ہو کہ ہے وہی مادی وہی ماضی</p>	<p>ڈھونڈا پر اپنے دل میں تو کچھ چاہ ہی نہیں بازی کہاں بساط پہ گر شاہ ہی نہیں اپنا ترے سوا کوئی دل خواہ ہی نہیں توراہ پر ہیں سب کوئی گمراہ ہی نہیں</p>
<p>اے درد منہ آئینہ ڈھونڈھ لے کو آپ میں بیرون در تو اپنی قدم گاہ ہی نہیں!</p>	
<p>ہلکتی ہے جب تک ہم ہیں اسی اضطراب میں نہ خاضہ ہے نہ ہے یہ بنوں کا گھر آئینہ عدم ہی میں ہستی ہے جلوہ گر غافل جہاں کی دید کو مغفیت نظر سمجھ ہر چیز کو کل کے ساتھ بمعنی ہے اتصال پہری نے ملک تن کو اجاڑا و گرنہ یان</p>	<p>جوں موج اچھینے ہیں عجب ہیچ و تاب میں رہتا ہے کون اس دل خانہ خراب میں ہے موج زن تمام یہ دریا حباب میں پھر دیکھنا نہیں ہے اس عالم کو خواب میں دریا سے درجہ ہے یہ ہے عرق آب میں تھکا بند و بست اور ہی عہد شباب میں</p>
<p>ہیں اور درد و فحہ سے خریداری تیاں ہے ایک دل بساط میں سوکس حساب میں</p>	
<p>ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں سٹ جائیں ایک آن میں کثرتِ نمائیاں تردمانی پہ شیع ہمارے نہ جا ابھی سننا قدم زبان میں جوں شمع گو کہ ہم ہر چند آئینہ ہوں پر آئنا ہوں ناقول نہ گل کو پہے ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار</p>	<p>دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں ہم آئینہ کے سامنے جب آئے ہو کریں واسن پھوڑ چہے تو فرشتے وضو کریں پر یہ کہاں مجال جو کچھ گفتگو کریں منہ پھیرے وہ جس کے فحہ رد و کریں کس بات پر چین ہوس رنگ و بو کریں</p>
<p>ہے اپنی یہ صلاح کہ سب راہاں شہر اے درد و آگے بھرت دست سہو کریں</p>	<p>لی</p>
<p>نواہ بہ تیار کا گرتا میں جوں</p>	<p>آئینہ شہر کا بیمار میں ہوں</p>

<p>تری جنس کا یاں خریدار میں ہوں سمجھتا ہوں سب ایک عیار میں ہوں نہ بد وضع تو ہے نہ بد کار میں ہوں تری تیغ ابرو کا انکار میں ہوں</p>	<p>کدہر پہ کی بھرتی ہے اے سیکسی تو ادھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا اگر مجھ سے پیسے کبھی عیب کیا ہے کسو پر بلا تیری تیوری چڑھا دے</p>
<p>سبھی اپنے جینے سے اے درو خوش میں اگر ہوں تو یہ ایک سیلہ میں ہوں</p>	
<p>پانا نہیں ہیں تب سے میں اپنی خبر کہیں جیتا رہیگا کبتیں اے خطر مر کہیں دیکھا نہ میری آہ نے روئے اثر کہیں جی میں ہے خوب روئے اب بیٹھ کر کہیں دلریش کوئی آپ سادکھا نہ پر کہیں بچتا دے پھر تو آپ ہی ایسا نہ کر کہیں لگ جاوے دیکھو نہ کسی کی نظر کہیں</p>	<p>ان نے کیا مٹا یا مجھے بھول کر کہیں آجائے ایسے جینے سے اپنا تو جی ہنگ پھرتے رہتے تڑپتے ہی عالم میں جا بجا مدت تلک جہان میں ہنستے پھر اکٹے یوں تو نظر پڑے ہیں تن افکار سبتکاروں ظالم جفا جو چاہے سو کر مجھ پہ تو دے پھرتے ہو سچ بتانے تو اپنی جد ہر تدبیر</p>
<p>پوچھا میں درو سے کہ بتا تو ہسی بکھے اے خانماں خراب ہے تیرا بھی گھر کہیں</p>	
<p>لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو کہیں تو نے تنہا نہیں ہے یہ مصرع مگر کہیں اس چمن میں کسے جمال سخن دوست بھی ہو گئے مرے دشمن پھر نہ میں ہوں نہ تو نہ یہ گلشن نہ خیال سفر نہ یاد وطن حال تجھے پہ تو ہوئے گا روشن مل گیا راہ میں وہ شہنشاہ حسن</p>	<p>کہنے دگا مکان معین فقیر کو درویش ہر کجا کہ شب اندر آئے بے زبان کو جاہ زبان سوسن یادری دیکھئے نصیبوں کی ساقی اس وقت کو غنیمت جان وہ زخود رفتہ ہوں کہ میرے تیشیں کیا کہوں اپنی میں سیمہ بختی بعد مدت کے درو کل مجھ سے</p>

میری اس کی جو لڑکھیں آنکھیں ہو گئے آنکھوں ہی میں دودھ سخن	
باغ جہاں کے گل میں باخار ہیں تو ہم ہیں دریائے معرفت کے دیکھا تو ہم ہیں ساحل والہ نہ چین سے ہے گھر سے دگر قدر نیزای حسن جگ میں ہر چند موج زن ہے الفاظ خلق ہم بن سب مہملات سے تھے	گر بار ہیں تو ہم ہیں اغیار ہیں تو ہم ہیں گر وار ہیں تو ہم ہیں دربار ہیں تو ہم ہیں مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں نسب بھی نشہ کام دیدار ہیں تو ہم ہیں معنی کی طرح رابطہ گفتار ہیں تو ہم ہیں
اوروں سے تو گرانی اک لخت اٹھ گئی تھی اے درو اپنے دل کے گربار ہیں تو ہم ہیں	
جمع میں افراد عالم ایک ہیں ہو کو کہ حدت میں کثرت تحلیل نوع انسان کی بزرگی سے ملک ایک وال ہے اس پر بھی قرآن کا وجود	گل کے سب اوراق پر ہم ایک ہیں جسم و جاں گرد وہ ہیں پر ہم ایک ہیں حضرت جبریل محرم ایک ہیں بات کی فہمید میں ہم ایک ہیں
منفق آپس میں ہیں اہل شہود درو آنکھیں دیکھ باہم ایک ہیں	
نہ ہم کچھ طالب نے تلاش کرتے ہیں مثال عکس جو کوئی کہ پاک طینت ہے ہماری اتنی ہی تقصیر ہے کہ اے زاہد مزاج نازک دل سے اگر مکدر ہو	جو کچھ کرباں ہے مقدر معاش کرتے ہیں جہاں صفا ہے وہیں بود و باش کرتے ہیں جو کچھ ہے دل میں ترے ہم وہ فاش کرتے ہیں یہ آئینہ ہم ابھی باش باش کرتے ہیں
یہ تیرے شعر ہیں اے درو یا کمالے ہیں جو اس طرح سے دلوں کو خراش کرتے ہیں	
کام مردوں کے جو ہیں ہو وہی کر جاتے ہیں موت کیا آگے نفیروں سے تجھے لینا ہے	جان سے اپنے جو کوئی کہ گزر جاتے ہیں مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

<p>جوں شرور نہ ہم اے نور نظر جاتے ہیں شمع کی طرح گریباں لئے تر جاتے ہیں سنہ پہ چڑھتے تو ہیں پر دل سے اڑ جاتے ہیں رہنا تو ہی تو ہوتا ہے جد ہر جاتے ہیں ایک پل میں کئی تالاب تو بھر جاتے ہیں لوگ جاتے ہیں پھلے سو بہ کدھر جاتے ہیں</p>	<p>دید و دید جو ہو جائے غنیمت سمجھو آنکھیں اس بزم میں سکی ہیں جنہوں نے ملک بھی بے ہوشی جو اہل ہنس سے آگے ہم کسی راہ سے واقع نہیں جوں تار نظر اسے رگ ابر یہ مڑگاں بھی اگر تک رسیں آہ معلوم نہیں ساخص سے اپنے شب و رو</p>
	<p>ان قیامت نہیں ٹلنے کا دلِ عالم سے دروہم اپنے عوض چھوڑے اتر جاتے ہیں</p>
<p>نفس عیسوی چراغ ہوں میں رفتگاں کا مگر سراغ ہوں میں آہ کس کا دل و دماغ ہوں میں آگ میں ہوں پہ باغ باغ ہوں میں</p>	<p>اپنی قسمت کے ماتھوں داغ ہوں میں ہوں فتادہ بزرگ نقش قدم دونوں عالم سے کچھ پڑے سے نظر ہیں ہوں گلچیں گلستانِ خلیل</p>
	<p>عین کثرت میں دید وحدت ہے قید میں دروہم یا فسرغ ہوں میں</p>
<p>پستا ہوں آپ اپنے کجنت دل کے ماتھوں روتے گئے ہیں کتنے یک لخت دل کے ماتھوں آتا ہے ماتھ یعنی یاں تحت دل کے ماتھوں گل یاں لٹا گئے ہیں کل رخت دیکھ ماتھوں</p>	<p>مڑنا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دل کے ماتھوں نالاں نہیں ہے تنہا اس راہ میں ہر س تو ہمت رفیق ہووے تو فقر سلطنت ہے اغنچہ تجھ سے آگے جو کچھ کہ تھا گرہ میں</p>
	<p>اے دروہم آہ بھر بھر آتا ہی ہے جی میں پستا ہوں آپ اپنے کجنت دل کے ماتھوں</p>
<p>بھاڑت خاک پہ میرے یہ غبار دامن خون عاشق بھی کہیں ہو وسیع ہمار دامن ہر گھڑی کھینچ نہ بے رحم کنار دامن</p>	<p>جی نہ اٹھوں کہیں پھر میں جو تو مائے دامن دامنِ نثرت سے پر لالہ و گل سے یارب ہم کردامن سے لگے ہیں نہ کہیں چھوٹ جائیں</p>

<p>ہے وہی تار گریباں وی تار دامن مہنس کے دکھن مری گردن پہ ہے بار دامن خار پا ہو ویں کسو کے نہ یہ خار دامن</p>	<p>تار باغ صاحب مرے اشک نے یا تنک جوں شمع جب وہ چاہے ہے کہ دامن کو اٹھا کر چلے فرش رہ آنکھیں تو کہیں میں پیکر منگان</p>
<p>دور تو کون ہے جو گرد پھٹکنے پاوے دور دامن ہے ترا صدقے نثار دامن</p>	
<p>ہے بنا مثل حجاب اپنا تو گھر پانی میں کوہ بھی سب میں کھڑے تا بہ کمر پانی میں اکب یہ گزران کرے اور بشر پانی میں راہ خشک ہو خوب ہی تری پانی میں شعلہ رو تو کھوم نہ دیکھے اگر پانی میں وہم کہتا ہے کہ اب پاؤں نہ دھر پانی میں</p>	<p>کیوں نہ ڈوبے ہیں یہ دیدہ تری پانی میں اشک سے میرے نقطہ دامن صحرانہیں تری مردم دیدہ مرے اشک میں یوں رہتے ہیں آتش سے جو ساقی نے اسے بھڑکایا چشمہ آب نہ ہو چشمہ خورشید سے کم جس طرف چاہو چلوں یہ وہ نہ رہتا ہے</p>
<p>عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا تو بھی دامن نہ کیا درو تے تری پانی میں</p>	
<p>روئے کی طرف کس لئے یہ ٹوٹ ہی ہیں جس تازنگہ سے بند ہی تھیں چھوٹ ہی ہیں پر وہ بھی کہتا ہے سدا جھوٹ ہی ہیں دیریا کی طرح کھیت مرا لوٹ ہی ہیں</p>	<p>معلوم نہیں آنکھیں یہ کیوں پھوٹ ہی ہیں کشتی کی طرح آنکھیں مری اشک میں بارہ میں مثل حجاب آنکھیں تو درو کے بہاؤں سر سبز بیکس جلوہ سے ہوئیں آنکھیں جو تانا</p>
<p>اے درو سمجھ سہج نہ ان آنکھوں کا بہنا چھاتی کی طرح دل کو مرے کوٹ ہی ہیں</p>	
<p>آمد و رفت آدمی کی ہے یہ وہ باتیں کہاں پھینکے جاتے تھے آپ آگے وہ خیر میں کہاں تب کہا کیجیگا لوگوں سے وہ برساتیں کہاں جن لوں اپنی نعل میں تھا سو وہ زائیں کہاں</p>	<p>گھر تو دونوں پاس میں لیکن طافا تیر کہاں ہم فقیروں کی طرف بھی تو لنگاہیں دبدم بدو نہ کیجیگا ہر سے روئے کی قدر یوں نوبت دن رات یہ گھر میں اسکا ہی خیال</p>

	جس طرح سے کھیلتا ہے وہ دلوں کا پاشکار درو آتی ہیں کسی دلیہ کو وہ گھاتیں کہاں	
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو کہاں نہیں بہیں گو کہ آنکھوں کی پتلیاں سر پہیں جتنا نہیں مگر پاس تو وہی ایک تھا یہ دکان شیشہ گراں نہیں کہ نہ ہو سکا ہر کچھ اب میان یہ بات ہے کہ زبان نہیں کہا میں تجھے نہیں چاہ کیا لگا کہنے مجھے کہ ان نہیں ہنہ سبھیوں پر ہی عیاں تھکی سواں تو نہاں نہیں	تجھے در سے اپنے تو مامے ہی بہ بتا مجھے تو کہاں نہیں پڑی جھڑکوں نگاہ یا نظر آگیا خدا ہی میں مگر دلکشیدہ کو بیوفا تو نے مگرے مگرے ہی کر دیا مجھے رات ساری ہی تیراں کچھ کیونکہ تو شمس ساں کوئی تجھے کیونکہ یہ بدعا کہ پہلے سے یہ ماجرا نہلا نہیں کوئی نکتہ دلوں یہ بیت سادہ میں بھلا کہاں	۱
	تجھے در و کیونکہ سناؤں میں خدا کسی کو دکھاوے یہ جو کچھ اپنے جی پر گزرتی ہے کہوں کہا کہ اسکا بیان نہیں	✓
در نہ ہیں معلوم ہم کو سب انہوں کی خوبیاں پر کہاں یہ شوخیاں یہ طور یہ محبوسیاں در نہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کہ وہ بیاں	دل کو لے جاتی ہیں معشوقوں کی خوش اسلوبیاں صورٹوں میں خوب ہو گئی شمع کو جو رہیشت در و دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	۲
	آپ تو تجھے میں پر اس کا بھی کیا خانہ خراب در و اپنے ساتھ آنکھیں دل کو بھی ڈوبیاں	
دل میں ہے وہ ہی وفا پر جی دفا کرتا نہیں جی کو ان باتوں سے ہرگز آشنا کرتا نہیں جائے اشک آنکھوں اپنی خوں گرا کرتا نہیں	نزع میں تو ہوں دے تیرا گلہ کرتا نہیں سعی بیجا مت کرو ہر و وفا وہ شوخ تو کوئی شرب سے کہ مثل شمع جب کھلتی ہے آنکھ	۳
	عشوہ و ناز و کرتہ میں سبھی جان بخش ایک در و مرنے کوئی اس کی دوا کرتا نہیں	
جہاں جاویش قدم رکھیں تو پہلے ٹھیکے ہیں مگر یہ ایک ہم ہی ہیں کہ نظروں میں کھٹکتے ہیں جہاں اے در و ایسے تو ہزاروں ہی لٹکتے ہیں	پڑے جوں سہا یہ ہم تجھ میں ادھر ادھر پھٹکتے ہیں بتاد و کون سے جو تیری مجلس میں نہیں ہوتا نہیں سلیم کیا ہو گا یہ دل اس زلف میں لٹھا	۴

آہ پر وہ تو کوئی مانع دیدار نہیں ہم سے دل مردہ اگر رات کو جاگے تو کیا	اپنی غفلت کے سوا کچھ درو دیوار نہیں چشم بیدار تو ہے پر دل بیدار نہیں
در ویاں دروہی پیالوں پہ قناعت کیجئے خانہ چشم ہے یہ خانہ خسار نہیں	
اے لہجہ کوئی شائبہ نہیں جس کو سحر نہیں دل لے گیا پر ایک نہ کی اس طرف نگاہ	پر صبح ہوئی آج تو آئی نظر نہیں ایسا نو دلبروں میں کوئی مغفرت نہیں
کہہ کو نسا ہے دامن صحر اجمان میں اے درو آنسوؤں سے جو تیرے تر نہیں	
مرے ہاتھوں کے ہاتھوں اے عزیزاں کھلا ہے باب عرفاں جس کے اوپر	گریبان چاک ہے چاک گریباں اُسے ہے ہر ورق گل کا گلستان گلوں کو باغ میں رکھیو تو خنداں
ولہ	
گرچہ ہم مردہ دل لے جاں جہاں جیتے ہیں زندگی جس سے عبارت ہو سو وہ زینت کہاں	تجھ بن لے دے جو سمجھے تو کہاں جیتے ہیں یوں تو کہنے کے نہیں کہے کہ لڑ جیتے ہیں جس توقع پہ کہ ہم اب نہیں یاں جیتے ہیں
ولہ	
دل تو سمجھائے سمجھتا بھی نہیں اس کی باتیں مجھ سے کیا پوچھیو ہو تم	کہئے سودا ہے تو سودا بھی نہیں میتیں گذریں کہ دیکھا بھی نہیں کوئی یاں فرما دینا بھی نہیں پر اثر ہوتا ہے دل کے تیرے کہیں خواب میں بھی دیکھتے تیرے کو نہیں
موریں کیا کیا ملی ہیں خاک میں ہے وطن ہر شخص کا زیرہ زمیں	

رباعیات

آگے ہی بن سنے تو کہے ہے نہیں نہیں	تجھ سے ابھی وہ باتیں تو ہیں نے کہیں نہیں
ہیں معنی بلند مرے عرش سے بڑے	ست کہہ یہ بات درود کہ کرسی نشیں نہیں

ایضاً

دو لگا ہیں جو چار ہوتی ہیں	بر چھیاں دل کے پار ہوتی ہیں
بد زبانی پہ اُس کے دل مت جا	ایسی باتیں ہزار ہوتی ہیں

ایضاً

اگر میں نکتہ ہی سے ترا دہاں پاؤں	اکم کو چاہوں تو اسکتے ہیں کہاں پاؤں
یرات شمع سے کتنا تھا درو پروانہ	اک حال ل کہوں گرجان کی اماں پاؤں

ایضاً

دل میں رہتے ہو پر آنکھوں دیکھنا مفقود نہیں	گھر سے دروازہ تلک آؤ تو چنیداں دور نہیں
چاہتے وہ تو جہاں جل جاویں اک شعلہ کے ساتھ	درو ایسی سردا ہیں عشق میں منظور نہیں

ایضاً

زلفوں کی تومدائے یہ کج ادائیاں ہیں	آنکھوں نے اور ہی یہ آنکھیں دکھائیاں ہیں
ہے اپنے جی میں جو کچھ تم جانو یا نہ جانو	پر سب تمہاری باتیں اب ہم نے پائیاں ہیں

ایضاً

سیر کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں	زندگی گر کچھ رہی تو نو جوانی پھر کہاں
دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا رو کر طبیب	کوئی دم کو یہ بھی اس کی ناتوانی پھر کہاں
کب دہن میں ترے سمائے سخن	ولہ نہیں تیرے دہن میں جائے سخن
شعر میں میرے دیکھنا مجھ کو	ہے مرا آئینہ صفائے سخن
کہیں ہوئے ہیں سوال و جواب آنکھوں میں	ولہ یہ بے سبب نہیں ہم سے حجاب آنکھوں میں
کہے ہے ہر دست نگاہوں میں ایک عالم کو	لئے پھرے ہے یہ ساقی شراب آنکھوں میں
ہر دم تیروں کی صورت دکھتا ہے دل نظر میں	ولہ ہوتی ہے بت پرستی اب تو خدا کے گھر میں

افراد

اس ذکر سے بھی مجھ کو کیا کام دل کے لافقوں ہمیں ہم کو تنہا یہ ملک ہوتا فلک پہو بچیں نزع میں ہوں پہو ہی نالے کٹے جاتا ہوں افسوس اہل دید کو گلشن میں جا نہیں منج میں رشک بے گناہی ہوں	بیتا نہیں کسلو کا میں نام دل کے لافقوں سہی ہے آرزو دل کی ترے فانیوں کی نہیں مرنے مرنے بھی ترے غم کو لٹے جاتا ہوں نرگس کی گو کہ آنکھیں ہیں پر سو جھتا نہیں مور در رحمت الہی ہوں
--	--

رولف الواو

بالغ نہیں ہم وہ بت خود کام کہیں ہو خورشید کے مانند پھروں کبتیں یارب ہیچا نہ عالم ہے وہ بے ربط کہ جس میں وعدے تو مرے ساتھ کئے تو نے ہزاروں	پراس دل بیتاب کو آرام کہیں ہو ہنت صبح کہیں ہووے مجھے شام کہیں ہو ہووے جو صراحی کہیں تو جام کہیں ہو پر ایک بھی انہوں میں سرا جام کہیں ہو
--	--

ہر چند نہیں صبر تجھے درو و لیکن
انتا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہیں ہو

کیا فرق داغ و گل میں جس گل میں فونہ ہو ہووے نہ حول و قوت اگر تیرے درمیان جو کچھ کہ ہم نے کی ہے تنہا علی مگر جوں شمع جمع ہوویں گر اہل زبان ہزار جوں صبح چاک سببہ مرا اے رفو گراں	کس کام کا وہ دل ہے جس دل میں فونہ ہو جو ہم سے ہو سکے ہے سو تم سے کھو نہ ہو یہ آرزو رہی ہے کہ کچھ آرزو نہ ہو آپس میں چاہئے کہ کبھی گفتگو نہ ہو یاں تو کسو کے ہاتھ بھی ہرگز رفو نہ ہو
---	---

اے درو زنگ صورت اگر اس میں جا کرے
اہل صفائیں آئینہ دل کو رو نہ ہو

بھنسا فہم گر کچھ ہے طبیعی سے الہی کو ہمیں ممکن کہ ہم سے خلعت امکان زائل ہو	شہادت غیب کے خاطر فو حاضر ہے کواری کو چھڑا دے آہ کوئی کیونکہ زنگی سے سیاہی کو
---	--

<p>عجب عالم ہے ایدہرے ہمیں ہی ستانی ہے نہ رہ جائے کہیں تو زائد محروم رحمت سے</p>	<p>اوسرے نیستی آئی ہے دڑی عذر خواہی کو گنہگاروں میں سمجھا ہے گراہی بے گناہی کو</p>
<p>نہ لازم نیستی اس کو نہ ہستی ہی ضروری ہے بیاں کیا کیجئے اسے درو ممکن کی تباہی کو</p>	
<p>مجانس ہم بہار ہوسے نہ شمع و چراغ کو جانی تو ہے تو رفتہ کے کوچہ کو لے صبا نہیں بارول زیادہ نہ ہو حسرت چمن بلبل کی طرح رشتہ زلفت میں دیکھ دل کیا چھپ رہی ہے پردہ مینا میں دخت نہ تیسریے تیسریے عالم کرے ہے کب</p>	<p>لاؤں اگر ہم اپنے دل دماغ داغ کو پر دیکھو نہ چھپڑے کسی بے دماغ کو کیدہرے پھونکا میں گلگشت باغ کو نہ جھوانہ دیکھو کہیں بال فسرغ کو روشن کر اپنے جلو سے چشم ابلاغ کو نالے سے غنڈہ کے بیاں بانگ زاغ کو</p>
<p>اسے درو رفتہ رفتہ کیا آپ کو بھی گم اس راہ میں چلا تھا میں کس کے سراغ کو</p>	
<p>مسند تہوں پر مرغیاں کیا چھ کو فرما ہے تو صحیح اور خوشی کے ناست بہری حبیب کو مال دنیا اس کو نہتہ ہر طرح جون تو رہنا اور آخر وانی دلدل کی پامال کرنے کے ہوئی تیری خون آشتی میاں شہزادوں کے تیغ ناز جس طرح سے صبح کو ہوتا ہے نہتہ رونق چرخ اور ہول آواز نہتہ بھوار کے سے پرست یا تہاں ہیستہ کرتے ہیں بار روشن ضمیر صورتا تقلید میں ایک منی تحقیق ہیں</p>	<p>بائے بس خم کروں یا دست بوسی سب کو چاک کا موجہ ہم تو ہی تو ہی اسباب رفو پھر مجھے ہر پھر کے آرہنا اسی کے روبرو خاک ہونے نے کیا ہر ذرہ گرم جستجو ایک قطرہ چھوڑے تو پیوے ہمارا ہی لہو دیکھتے ہو کہ کیا گلشن میں گل کا رنگ بو سر اگر کاٹے انہوں کا محتجب نل کدو نہت زباں شمع کو بھی چشم سے ہے گفتگو رنگ گو ہے پر گل تصویر میں کیدہرے تو</p>
<p>سینہ کڑی ہی خم نہت اس باغ میں نکلے نہال اتم دل کی بر نہ آئی درو ایک آن آرزو</p>	

<p>ملاؤں کس کی آنکھوں کو اس چشم حیران کو تجھے اسے شمع کیا دیکھوں زمانہ تو دکھانا ہے نہ نہا کچھ ہی اطفال دشمن ہیں دوانوں کے چمکتے ہیں ستاروں کی طیح سوراخ سینے کے نہ واجب ہی کہا جاوے نہ صادق متنع اس کو نہ مطلب ہے گدائی سے نہ خواہش کشاہی ہو نگینے کے سوا کوئی بھی ایسا کام کرنا ہے نہیں شکوہ مجھے کچھ بے وفائی کا تری ہرگز</p>	<p>عیاں جب ہر جگہ دیکھوں کسی زار نہاں کو ہمیں جوں کا غدا آتش زورہ اور ہی چراغاں کو بھڑے ہے کوہ بھی دیکھا تو بیاں تھروں کا مانگو چھپایا گو کر جوں خورشید میں داغ نمایاں کو کیا تشخیص کچھ ہم نے نہ ہرگز شخص ارکان کو الہی ہو دی جو کچھ کہ مرغئے الہی ہو کہ ہوام اور کار روشن اور اپنی رو سیاہی ہو گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی بنا ہی ہو</p>
<p>اے درویاں کسو سے نہ دل کو پھنساؤ میں دل کے ساتھ کب تیں کشتی لڑا کروں اپنے بندہ پہ جو کچھ چاہو سو بیدا کرو نہ کہیں عیش تمہارا بھی منعض ہووے کہنا تاک انتیاق تو رفتار بار کو ویسا ہی اب تلک ہے وہ دامن تو لے صبا سرشتہ نگاہ تغافل نہ توڑاؤ جاو و قفس سے یہ بے بال دیر کہاں دے لے جو کچھ کہیشے میں باقی شراب ہو کہنا ہے آئینہ کہ نہیں ہے بعید اگر کھو ہم نے نہ پایا مہرباں اتنے نہ جو تجھ کو منشا میں بدل حسرتوں سے ہو گئیں دل میں دل نالاں کو باد کر کے صبا نیم بسمل کوئی کسو کو بچھوڑ</p>	<p>لگ چلے سچے یوں تو پوجی مت ستاؤ اب اختیار لٹھ سے جانا ہے آئو یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو دوستاں و سرو کو مجلس میں نہ تم یاد کرو دل آنکھوں میں کب تلک میں کھوں انتظار کو کیا صرٹے پھرے ہے تو میرے غبار کو دل اے ناز اس طرف منہ اس کا نہ ٹوڑو صبا دوزخ کیجو پر اس کو نہ چھوڑو دل ساقی ہے تنگ عرصہ فرصت شتاب ہو دوراں کے لٹھ سے دل آہن بھی تاب ہو دل نہ دیکھا آنکھ بھر کے ایک دم خورشید رو تجھ کو رہی تو بھی نہ ملنے کی ہماری آرزو تجھ کو دل اتنا کہنا جہاں وہ قاتل ہو اس طرح بیٹھتا ہے غافل ہو</p>

فرد

میں نہیں کہتا کہیں تم اور مست جایا کرو | بندہ پرور اس طرف کو بھی بھی آیا کرو

روایت الہا

ہر طرح زمانے کے ہاتھوں سے مستدیدہ
ہم گلشنِ دوراں میں اسے خفتگی طالع
اسے شوقِ قیامت رہا یہ سہری میں کہتا ہوں
اوروں سے تو ہنستے ہو نظروں سے ملا نظریں
مجھ پر بھی تو یہ عقدہ تو کھول صبا بار سے
بدخواہ سبھی عالم کو ہووے تو ہو لیکن
کرتا ہے جگہ دل میں جوں ابرو پیوستہ
رکھتی ہے ہیرے غنچہ دل میں وطن گرہ
چشم کشادہ کار کسو سے نہیں مجھے
پہنچے اگر اس طرف کو تری زلف کی شمیم
اپنی اگر گرفتہ دلی ذکر کیجئے
ہر چند مہمی میں ہی رہا ناخنِ ملاں
جب چاہئے کہ عقدہ دل تجھ پہ کھولے
تنگی سے تن کے جامہ کی ہوتا ہے دلِ خفا
ہر چند کھولی تو نے پتھر کے جی سے کانٹھ
کیونکر لگا رہش عشق گرہ در گرہ نہ ہو
جیتا کسی کو چھوڑے نہ یہ کانٹھ زہر کی

گر دل ہوں تو آزرہ خاطر ہوں تو رنجیدہ
سہ سبز تو ہیں لیکن جوں سبزہ خوابیدہ
چونکہ نہ ابھی یاں سے کوئی دل شوریدہ
ایدا بہر کو نظر کوئی پھینکی بھی تو دیدہ
زلفوں نے کسے بھیجا یہ نامہ پیچیدہ
یارب نہ کسی کے ہوں دشمنی یہ دل دیدہ
اے دردِ پیرا ہے ہر مصرعہ چسپیدہ
تجھ سے نہ کھل سیکھی صبا کی کھن گره
رکھتا ہوں میں بسان گہرِ حلاوت گرہ
نامے ہی میں ہو نگہت مشکِ خفن گرہ
ہو سبجہ دار خاطر اک انجن گرہ
کھلتی ہے پر سپہر کی کوئی کہن گرہ
ہوتا ہے آ زبان پہ میری سخن گرہ
ہے جوں جناب جان پہ یہ پیر بن گرہ
شیر کی دل سے پر نہ کھلی کو کن گرہ
یاں دل گرہ کی شکل ہے اور داں بن گرہ
زلف یہ وہ سانپ ہے جس کا ہے سن گرہ

واٹا کھجور تو ورد کے بھی ساتھ چاہئے

بہا قبا سے کھول ٹک اے گلبدن گرہ

<p>جی ہے والستہ مراں کی ہراک آن کیسا تھ رات دن کشتی ہی بہتی ہے گریبان کیسا تھ کام تلوار کو رہتا ہے سدا سان کیسا تھ جی ہی جاتے ہیں چلے تیری ہراک آن کیسا تھ</p>	<p>رابطے نازنناں کو تو میری جان کیسا تھ اپنے ہاتھوں کے بھی میں زور کا دیوانہ ہوں جو کچھ جو ہیں انہیں سنگدلی لازم ہے گر مہیا نفسی ہے یہی اے مطرب نو خیز</p>
<p>دور و ہر چند میں ظاہر ہیں تو ہوں موضوعیف زور نسبت ہے دے مجھ کو سلیمان کیسا تھ</p>	
<p>تم نے کیا تہر کیا مال و پر پردانہ پھر جو دیکھا تو نہ پایا اثر پردانہ منت رہے آگ میں سوز جگر پردانہ سو جھٹا بھی ہے مجھے کچھ نظر پردانہ رہر و رشک کی جا ہے سفر پردانہ</p>	<p>کاش تاشیع نہ ہوتا گذر پردانہ شمع کے صدقے تو ہوتے ابھی دیکھا تھا اے گر ترا حسن برشتہ نظر آجائے اے کیوں آتش سوزاں میں جلتی ہے ایک ہی جست میں کی منزل مقصود اے</p>
<p>شمع تو جل بھی اور صبح نمودار ہوئی پوچھوں اے درو میں کس خیر پردانہ</p>	
<p>تو ہی کب تک نہ اٹھے کراہ میں بھی جوں نقش پا ہوں چشم براہ برجھی سی لگتی ہے وہ تر جھی نگاہ میں نرا اور تو ہے میرا گواہ ابھی ایسا تو کچھ نہیں ہے گناہ نام اس کا نہ لو کہاں ہے چاہ جب تلک ہو ملاپ خاطر خواہ ہم کو ایسا نہ سمجھو و اللہ پہ تیری شوخی کچھ عجب ہے واہ کوئی اس بات سے نہ ہو آگاہ</p>	<p>دل پہ بے اختیار ہو کر آہ خوش خرامی ادھر بھی کیجئے گاہ کیا کہوں تجھ سے ہمیشہ دل میں جو ہوئے ہیں قرار آپس میں جسپہ تقصیر دار تو سمجھو ہنسنے اور بولنے کی باتیں کرو دیدہ ادید رکھے جائے گاہ بت پرستی نہیں شمار اپنا شوخی تو اور بھی ہیں دنیا میں ہر گھڑی کان میں وہ کتا ہے</p>

	درو اپنی طرف سے حاضر ہے آگے پھرے تمہارے ساتھ نباہ	
انہیں نالے سوا کوئی ہمراہ ہے دراز اور عمر ہے کوتاہ	جوں جس دل کے ساتھ میرے آہ قصہ زلف یار کیا کہئے	
	درو درویش ہوں مری تعظیم خلق کرتی ہے کہہ کے یا اللہ	
ہے دوانوں کی طرح خانہ زنجیر میں راہ ہو صبا کے تئیں کب غنچہ تصویر میں راہ آہ پر تونے نہ کی ٹک دل تاثیر میں راہ بندہ گراوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ جوں آئینہ ہر ایک گداز میں صفا کو دیکھ	دل سوا کس کو ہو اس زلف گرہ گیر میں راہ ہم سے بے جالوں سے شرمندہ دم عیسیٰ ہے نالہ دل میں لئے تجھ کو پھر اشہر بشہر بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ آہن ہو یا ہوسنگ ہے سب جلوہ گاہ یار	
	ردیف الیا	
فصل بیار جس کی ہاں ایک یہ کلفروش ہے شمع بھی اپنے ہاں اگر ہے تو سد اخروش ہے حسن بلائے چشم ہے نغمہ و بال گوش ہے بار نہیں ہے اور کچھ سری و بال دوش ہے عہد شباب کہتے ہیں موسم نا و نوش ہے ہم سے جہان کی میر کی رہزن خلق ہوش ہے مثل دہل ہر ایک میں ورنہ بھر اخروش ہے دل ہو شگفتہ جس جگہ کوچہ می فروش ہے	اسکی بیار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے بخت سیر رنگ شب بخت ہی کلیم پوش ہے خلوت دل میں کر دیا اپنے حواس میں خلل ہووے تو درمیان سے آپ اپنے تئیں اٹھائے نالہ آہ کیجئے خون جگر ہی پیچھے خیر تجھے جو چاہئے بدرقہ عجنون نہ چھوڑا بغضروں کو پھر کہیں دست قضا نہ چھیر تو خیر طال زاہد اکیا ہے طریق زہد میں	
	اپنے تئیں تو کام کچھ خرفہ و جار سے نہیں درو اگر لباس ہے دیدہ عیب پوش ہے	

<p>آفت جان دل تو یاں وہ بت خود فروش ہے دل کو مہا ہست کر گرتھے کچھ بھی ہوش ہے کس کی یہ ہوتی ہے صبا گفت و شنید باغ میں آتش گل جنوں مرا گرم کرے سو یہ نہیں حادثہ زمانہ کیا تیری جفا سو کیا بھلا ہم نے تو ایک نصیحت چاہی چھپے نہ چھپ سکی آہ کہیں یہ مالتو اس حال کرے سو کیا بیاں دور نہیں بڑا ہمیں رنج شعور ساقیا</p>	<p>پہلے ہی جس کے پیشکش صبر و قرار ہوش ہے کہتے ہیں کعبہ اس کو اور کعبہ مہا ہوش ہے غنی سبھی وہاں ہیں گل گل بھی تمام ہوش ہے سینہ ہمیشہ آگ ہے دل میں ہر ہی ہوش ہے ہم کو سپہر مت ڈرائیں بھی یاں تو فوش ہے اپنے گناہ کو ترا عفو ہی پر وہ ہوش ہے منہ پر ہے مہر خاموشی دل میں بھر افسوس ہے اک دوسرے جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے</p>
<p>محنت و رنج و غم سے یاں در و در و جی چھپا دینے بار سبھی اٹھائیں جب تیش سر پہے و درش ہے</p>	
<p>اس کو سکھائی یہ جفا تو نے بیکسی کو کیا عبت بیکسی حال سن کر مرا لگا کہنے ہم نہ کہتے تھے ہو تو مت عاشق جی تو جی سے ترے رہا ہے دل</p>	<p>کیا کیا اے مری وفا تو نے قتل کر مجھ کو کیا کیا تو نے میں سنا کچھ نہ کیا کہا تو نے پائی دل اپنی کچھ سزا تو نے منہ لیا موڑ کیا ہوا تو نے</p>
<p>درد کوئی بلا ہے شوخ مزاج اس کو چھڑا برا کیا تو نے</p>	
<p>دل مرا پھر دکھا دیا کس نے میں کہاں اور خیال پوسہ کہاں وہ میرے چاہنے کو کیا جانے ہم بھی کچھ دیکھتے سمجھتے تھے</p>	<p>سو گیا تھا جگا دیا کس نے منہ سے منہ یوں بھڑا دیا کس نے یہ سنا دیا کس نے سب لیکھا کیا چھپا دیا کس نے</p>
<p>وہ بلائے سے بھاگت تھا اور دور و جگہ ملک بلا دیا کس نے</p>	

<p>اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے فارغ ہو بیچہ فکر سے دونوں جہان کی حیرت زدہ نہیں ہے فقط تو ہی آئینہ اس ہستی خراب سے کیا کام تھا ہمیں گلگیر منہ پسانہ تو شمع کی طرف کبکے دماغ عشق بستان فرنگ کا عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل میں کیا کہوں تجھے نظر آیا نہیں ہے کیا</p>	<p>لوح خراز بھی مری چھاتی پہ منگ ہے خطرو جو ہے سو آئینہ دل پہ رنگ ہے یاں تک بھی جس کی آنکھ کھلی ہے سو رنگ ہے اے نشہ مظلوم یہ تیری ترنگ ہے اس کی زبان ہی تے کام نہنگ ہے مجھ کو تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہے پر اپنے ساتھ مجھ کو شب و روز جنگ ہے اس گلشن جہاں کا جو کچھ کہ ڈھنگ ہے</p>
--	--

عجب شگفتہ ہو دے ہی ہو دے کہ اس میں درو
دیکھا چین میں جا کے تو کچھ اور رنگ ہے

<p>و حلت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دئے ہوں کشتہ تغافل ہستی بے ثبات ردی ہیں چشم اب نہیں یہ تیری داو خواہ عشق کی طرح جتنے تھے یاں نامور فلک بگھلا دل اثر نہ مرے حال پر کبھی یار بیک کیا خرام ہے جس نے اک آن میں عالم میں جتنے پاک گہر تھے سو ایک ایک سیاد کہتے ہیں کہ گرفتاریاں کئی ابرو مزہ چشم تو کیا ہے یہ گھر کے گھر دونوں جہان کی نہ رہی پھر خبر آسے اے شوخ شرگوش و درواں نے اہل قبر چاہو سو فنا کرد - نہ کرو اختیار ہے میلاب اشک گرم ز اعصاب مرے تمام</p>	<p>پروے تعینات کے جو تھے اٹھا دئے خاطر سے کون کون نہ آس نے بھلا دئے کہتے ہی تیغ ابرو سے قہقہے چکا دئے تیرے خدا ہی جانے کہ کید بھرا ڈا دئے ہر چند روئے روئے میں نالے بہا دئے کہتے ہی مروے حشر سے آگے جلا دئے اونٹ سے روزگار نے یو ہی گھلا دئے صدقے کر اپنے آج کسی نے چھڑا دئے تو نے برس برس کے ہزاروں بہا دئے دو پیالہ تیری آنکھوں نے جس کو پلا دئے ٹک بھی نہ سونے پائے کہ دوہیں جگا دئے خطرے جو اپنے جی میں تھے وہ سب اٹھا دئے اے درو کچھ بہا دے اور کچھ جلا دئے</p>
---	--

<p>گر باغ میں خنداں وہ مرالب شکر آوے قاصد سے کہو پھر قبر اُدھرائی کو لیجاوے لوٹے ہے ترسے گنج شہیدان کو غریبی زادہ کو جتا دیکھے بخود ہیں یہ رندان کہتے ہیں کہ یک دست تری تیغ چلی ہے جوں خواب ہے والستہ بغفلت یہ تماشہ اسے صبح رواں تیری مدد ہوئے تو شاہد</p>	<p>گل سانسے داماں سنہ ڈھانپ کر آوے یاں بھیری آگئی جب تک خبر آوے جی دینے کو ظالم کوئی کس بات پر آوے آتا ہے تو خود داوری کو گھر میں ہی دہر آوے تب جانے کہ جب اک دو قلم جل دہرائے کھل جائے اگر آنکھ تو پھر کیا نظر آوے اس بحر میں ہم سے بھی کوئی شہر تر آوے</p>
<p>مطلق بھی نہیں در و اضافت سے مبتلا عہدے سے تعلق کے کوئی کیونکہ بر آوے</p>	
<p>ادبیت کوئی تیرے غم کی میرے جی سے جاتی ہے سناؤں کیونکہ اپنا حال میں کیا سخت مشکل ہے نہیں شتاق آئینہ کے جو وہ صاف طینت ہیں قیامت سہزین دل پہ میرے شہر پر پا ہے اگر آئینہ در چار آئینہ بھرے نہ ہو سنمکھ</p>	<p>کبھو تک دل کیا خالی تو پھر چھائی بھاتی ہے یہ قصہ جب لگوں کہنے تو اس کو نیند آتی ہے صفا تو عارضی ہے اور کدورت اسکی ذاتی ہے ہوس ہر دم تنہائیں تو یہ یہ کچھ اٹھاتی ہے سپر سوں تیرے زنگان کا سو یہ میری چھاتی ہے</p>
<p>پر یکھا تہ ہی رہتا ہے مجھ کو درد کیا کہنے کہ ایسی زندگی سی چیز یوں ہی مفت جاتی ہے</p>	
<p>چھائی پر گریہاڑ بھی ہوئے تو ٹل سکے نشوونما کی کس کو امید اے بہاریاں تھریک ہے یا اس بد قدرت کی ورنہ کب مثل جناب جب کہ نظر سے گیا گیا گرنے نہ دیوں خلق کی نظروں سے دل کو ہم رخصتیر جتنے ہیں عالم ہیں جوں نجوم کرتے جھٹ ہوشیہ گراں سنگ کو گداز</p>	<p>مشکل ہے جی میں بیٹھے سو جی سے نکل سکے میں خلک شخ ہوں کہ نہ پھوئے نہ پھل سکے بے دست دپا صبا سے کوئی پات ہل سکے میں وہ غریب ہوں کہ نہ ڈوبا پھل سکے کوئی اگر کسو کے سنبھالے سنبھل سکے چرخ آسیا سے اپنے یہ دانے دل سکے پکھلائے جو تم سے کوئی دل پگھل سکے</p>

کہ اور بھی غزل کوئی پر اس روایت میں لے درودِ قافیہ کو اگر تو بدل سکے	
ارض دسما کہاں تری وسخت کو پاسکے دھرت میں تیری حرفِ دوئی کا نہ آسکے میں وہ فشا رہ ہوں کہ بغیر از قبا مجھے قاصد نہیں یہ کام ترزا اپنی راہ لے غافلِ خدا کی یاد یہ مت بھول زمینہار یارب یہ کیا طلسم ہے اور اک غمِ بیاں گو بحث کر کے بات بٹھائی پر کیا حصول اطفا ہے ماہِ عشق نہ ہو آبِ اشک سے	میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے نقشِ قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے اس کا پیامِ دل کے سوا کون لا سکے اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے دل سے اٹھا خاناں اگر تو اٹھا سکے یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے
سنتِ شرابِ عشق وہ بخود ہے جس کو شہر اے درود چاہے لائے بخود پھر نہ لا سکے	
قسم ہے حضرت دل ہی کے آشیانے کی طریق اپنے پہ اک دورِ جام چلنا ہے کیونکہ کمرے داغِ تیرے وعدوں نے ظفر نہ کیجیو تو میرے دل کے خطروں پر خدا جو را اٹھانے پڑے زمانے کے	ہوس ہو جی میں جو دیرِ حرم کے جانے کی وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی خبر سنی جو کہیں میں کسو کے آنے کی نہ جی میں لائیں کچھ بات کیا دو آنے کی ہوس تھی جی میں کسو ناز کے اٹھانے کی
طریقِ ذکر تو ہے درودِ یادِ عالم کو طرحِ بناؤ کچھ اپنے تئیں بھلانے کی	
کوئی بھی دو اپنے تئیں راس نہیں ہے وہ اسٹک لگاتا ہے مری چشم سے جس کا رہنا را دھر کھو لیو مت چشمِ حقارت گدرا ہے بنا کون مہ آج ادھر سے	جز وصل سو ملنے کی کوئی آس نہیں ہے ہر قطرہ کلمہ از پارہ الماس نہیں ہے یہ فقر کی دولت ہے کچھ افلاس نہیں ہے گلشن میں بڑی پھولوں کی بر باس نہیں ہے

<p>بے فائدہ الفاس کو ضائع نہ کراے درو ہر دم دم عیسیٰ ہے تجھے پاس نہیں ہے</p>	
<p>یاں عیش کے پروے میں بھی دل شکنی ہے دل ٹکڑے کیا ہے یہ تراکس کے لبوں نے کیا کام مجھے خوف ورجا کے مرے پاس تن پروری خلق مبارک ہوا نہیں یاں آگے جو بلا آئی تھی سو دل پر ٹہلی تھی</p>	<p>ہر بزم طرب چوں مژہ برہم زولی ہے جو لخت ہے سو دنکے عقیق بیہنی ہے ہے جان سو بجاں ہے دل ہے مرغی ہے جو نقش قدم ادھری آسودہ تنی ہے ایکے تو مری جان ہی پر آن بنی ہے</p>
<p>اے درو کہوں کس سے بنارازہ نصرت عالم میں سخن چینی ہے یا طعنہ زلی ہے</p>	
<p>آتش عشق جی جلاتی ہے تو ہے اور سیر باغ ہے ہر وقت شام بھی ہو چکی یکیں اب تو کچھ مناسب نہیں ہے کیا کہئے ٹھک خبرے کہ ہر گھڑی ہم کو</p>	<p>یہ بلا جان ہی پر آتی ہے داغ میں اور میری پھلتی ہے آشتابی کہ رات جاتی ہے جی میں جو کچھ کہ اپنے آتی ہے اب جدائی بہت ستاتی ہے</p>
<p>درو اس کی بھی دید کر بیٹھے نوجوانی یہ مفت جاتی ہے</p>	
<p>ہے غلط گر گمان میں کچھ ہے دل بھی تیرا ہی ڈھنگ سیکھا ہے بے خبر تیغ یار کہتی ہے ان دنوں کچھ عجب ہے میرا حال اور بھی چاہئے سو کہئے اگر</p>	<p>تجھ سوا بھی جہان میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے باقی اس نیم جاں میں کچھ ہے دیکھتا کچھ ہوں درمیان میں کچھ ہے دل نامہ سر بان میں کچھ ہے</p>
<p>درو تو جو کرے ہے جی کا زبان فائدہ اس زبان میں کچھ ہے</p>	

<p>ایسے ہمارے طالع بیدار سو گئے آخر کو جاگ جاگ کے ناچار سو گئے دیکھو تو کیا سمجھی یہ گرفتار سو گئے رکھتے قدم کے پاؤں تو ہر بار سو گئے</p>	<p>آرام سے کبھی بھی نہ یک بار سو گئے خواب عدم سے چونکے تھے ہم تیرے واسطے اٹھتی نہیں ہے خانہ زنجیر سے صدا تیری گلی ہے یا کوئی آرام گاہ ہے</p>
	<p>وہ مرجھے جو رونق بزم جہان تھے اب اٹھتے دروایاں سے کسب بار ہو گئے</p>
<p>زخم دل جتنے تھے یاں سب کی ہجر روزی کی اور تو کیا کہوں میں اپنی سیہ روزی کی بیوفائی نہیں محتاج بد آموزی کی شمع کو آتی نہیں طرح دل افروزی کی</p>	<p>آج نالوں نے مری زوری دسوزی کی جی پر رہتی ہے چڑھی زلف کسو کی میرے غیر کیسے ہیں عینت میرے پیارے تیری کیونکہ نشیب ترے ساتھ اسے دے کوئی</p>
	<p>شعر کی فکر بن آئی ہے اسی سے جس کو درو کی طرح کبھی فکر نہ ہو روزی کی</p>
<p>زندگانی تو چلی جا ہم رہے جس جگہ سجدہ کرے دوغم رہے منہ پر آکر جم رہے لوچم رہے کب یہ ہو سکتا ہے دریا تھم رہے جس کے آگے اہل رفعت خم رہے اور بھی جو آئے سویاں کم رہے حرص ہو جس دل میں وہ خرم رہے چیونٹیوں کے گھر سدا ماتم رہے</p>	<p>جوں سخن اب یاد اک عالم رہے نا ابد جوں قطرہ مجھ سا متفعل بہ چلا آنکھوں سے دل ہو کر گداز ترک نہیں سکتی ہے یان کی واردات ہے زمانہ وہ کر مثل آسماں ہم ہی اس وحشت سراے میں اداس ہے محال عقل زیر آسماں کبک آتش کیا کرے یوں قہقہے</p>
	<p>رکھ نفخت فیہ من روحی کو یاد جب تلک اسے درو دم میں دم ہے</p>
<p>گل کا بھی نہ کچھ چلے خزاں سے</p>	<p>بلبل نہ برائے باغبان سے</p>

<p>جی فنا ہو ہی گیا اک نگہ گرم کے ساتھ ورو کچھ اور عنایات نہ ہونے پائی</p>	
<p>فرصت زندگی بہت کم ہے گو سراپا ہے آب آئینہ دل صد چاک ہے گل خنداں دین دنیا میں تو ہی ظاہر ہے خیر و شر کو سمجھ کہ ہیں دو زہر مت عبادت پر بھولیو زابہ سلطنت پر نہیں ہے کچھ موقوف اپنے نزدیک باغ میں تجھے بن نہ ملیں گے اگر کہے گا تو دل عاشق کی بے قراری کو</p>	<p>مستقیم ہے یہ دید جو دم ہے اپنی آنکھوں میں چشم بے غم ہے شادی و غم جہاں میں توام ہے دو لوں عالم کا ایک عالم ہے سانپ کی زلیت ہے تجھے سم ہے سب طفیل گناہ آدم ہے جس کے ماتھے آوے جام و جہم ہے جو شجر ہے سو نخل ماتم ہے بتری خاطر ہمیں مقدم ہے وہ ہی تجھے گا جو کہ محرم ہے</p>
<p>ورو کا حال کچھ نہ پوچھو تم وہ ہی رہا ہے نت وہی غم ہے</p>	
<p>دل میرا باغ دلکش ہے مجھے چشم نقش قدم ہوں میں نیکیں مجھ سے ہر چند تو ملکر ہے کہیں خاموش ہو کہ مثل شمع پاؤں لرزے ہے مست کے مانند ورو تیرے بھلے کو کہتا ہوں</p>	<p>دبیرہ جام جہاں نما ہے مجھے خاک آنکھوں میں طہ ہے مجھے تجھ سے پر اور ہی صفایا ہے مجھے اے زبان تجھ سے ہی گل ہے مجھے شیشے سے بھرا ملا ہے مجھے ق پر نصیحت سے مدعا ہے مجھے</p>
<p>ور نہ ان بے مروتوں کے لئے اور بھی مہو خراب کیا ہے مجھے</p>	
<p>یار و مرشد کو وہ ہی بھلا کیجئے اس سے</p>	<p>مذکور کسی طرح تو جا کیجئے اس سے</p>

<p>یہ تیرے نہ گوکان سے ہر خندہ کہ نکلے ہے دہاں سے جو کوئی گیا پھر نہ واں سے کہ ساعر چشم دل ستاں سے جو جوت نکل گیا زبان سے تھینچے ہوئے تیغ بہکشاں سے آتا ہے یہ قافلہ کہاں سے ہنچ اس کو نکال اپنے پیاں سے</p>	<p>لپٹے ہیں مژہ سے کام ابرو جوں غنچہ دہال دل ہے غافل ماند صبا تری گلی میں ہے سیف زبان تری یہ مست دوبین وہ ہوا قلم کے مانند شیخوں کیلئے فلک پھوٹے ہے ہر آن ہیں واردات دل پر بدنام کرے ہے دختر رز</p>
<p>ہے شل چراغ ورد میرا دشمن دہلیوی بھی جان سے</p>	
<p>کسے دماغ کہ ہو دودو کہنے سے برنگ نام ہوں برکنڈہ دل نگیں سے لیا ہے فیض مرے دل کے آگینے سے مثال ماہ زیادہ نہیں ہینے سے کہ زندگانی عبادت ہے تیرے جینے سے یہ نقد مال لگاؤ اتھ اس دینے سے</p>	<p>نہ تھا اٹھائے فلک گو ہمارے جینے سے نہیں خیال مجھے خاتم سلیمان کا بسان دانہ انگور مے پرستوں نے ترقی اور تنزل کوایں کے کچھ عرصہ مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جاوے مال کار بکھایا قبور نے ہسم کو</p>
<p>بس ہے کون ترے دل میں گلبدن ہے درد کہ یو گلاب کی آئی ترے پسینے سے</p>	
<p>جی ہے اس سے ملاقات نہ ہونے پائی پر جو میں چلا تھا سو بات نہ ہونے پائی جس کی خاطر کہیں برسات نہ ہونے پائی ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی سو تو اے قبلہ حاجات نہ ہونے پائی</p>	<p>جی کی جی میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی دید و ادید، موتی دور سے تیرے اس کی کون وہ بے سرو سامان ہے کیا رہے اشک اٹھ چلے شیخ جی تم مجلس رنداں سے شتاب جی میں منظور تھی جو آپ کی خدمت نگاری</p>

<p>جوں جوں وہ کہے ہے تو یہی آتی ہے جی میں سو مرتبہ یوں ٹھہر چکی اس سے نہ ملے بیزار اگر مجھ سے ہو مختار ہو بہتر</p>	<p>پھر پھپھڑے اور باتیں سنایکجے اس سے وہ دن بھی نہیں ملتی ہے کیا کیجے اس سے دل جس سے ملے اپنا ملا کیجے اس سے</p>
<p>✓ ہم کہتے تھے درو میاں چھوڑ یہ باتیں پانی نہ منرا اور وفا کیجے اس سے</p>	
<p>سرتیر تھامیتاں میرے ہی اشک غم سے واقف نہ یاں کسو سے ہم ہیں نہ کوئی ہم سے میں گو نہیں ازل سے پرتا ابد ہوں باقی گر چاہئے تو ملے اور چاہئے نہ ملے شق گر ترا کچھ لکھے تو کیا عجب ہے ہر چند یہ متنا درخور نہیں ہمارے اب ہیں کہاں وہ نلے گشت گئی کدھر ہے ہے اک نگاہ کافی گو ہو گا بے گاہ ہے کلبے کو ہوتی ہم کو گردش نصیب طالع آتے ہیں دام میں کب خورشید و کسو کے</p>	<p>تھے سینکڑوں ہی اے وابستہ ایکدم سے یعنی کہ آگئے ہیں پہلے ہوئے عدم سے میرا حدوث آخر جا ہی بھڑا قدم سے سب تم سے ہو سکے ہے ممکن نہیں تو ہم سے ہوں مثل نرگس آنکھیں پیدا ابھی غم سے نزدیک تو جو آوے کیا دور ہے کرم سے تھیں سب سے باتیں ثابت پیر ہی دم قدم سے چنداں نہیں ہے مطلب عاشق کو پیش قدم سے گر باؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عار سے اے شیخ یہ نہیں ہیں تسبیح کے سے شمسے</p>
<p>ہے درو پر بھی کچھ تو میری ہی مصیبت گھیرے ہے ادھر ہی غم چھوٹے جو ایک غم سے</p>	
<p>میرا جی ہے جب تک تری جستجو ہے خدا جانے کیا ہوگا انجام اس کا تنا ہے تیری اگر ہے تما کیا سیر سب ہم نے گلزارِ دنیا غلیت ہے یہ دید وادب پاراں نظر میرے دل کی پڑی درو کس پر</p>	<p>زباں جب تلمک ہے یہی گفتگو ہے میں بے صبر اتنا ہوں وہ نذر جو ہے تری آرزو ہے اگر آرزو ہے کل دوستی میں عجب رنگ و بو ہے بہماں مسند گئی آنکھ میں ہوں نہ تو ہے جلد سر دیکھتا ہوں وہی رو برو ہے</p>

روندے بے نقش پاکی طرح خلق ہاں مجھے اے گل تو رخت باندھ اٹھاؤں میں آشیاں رہتی ہے کوئی بن کے میرے تئیں تمام پتھر تلے کا ہاتھ غفلت کے ہاتھ دل کچھ اور کچھ غم کے سوا سوچتا نہیں جانا ہوں خوش دماغ جو سن کر اسے کھو	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغیاں مجھے جوں شمع چھوڑ نیکی نہیں یہ زباں مجھے سنگ گراں ہوا ہے یہ خواب گراں مجھے آتا ہے یاد جسک وہ کچھ و ماں مجھے بدے ہے وہ ہیں نظریں وہ دیکھا جہاں مجھے
--	---

جانا ہوں بسکہ دہم اب خاک میں ملا
ہے خضر راہ درو یہ ریگ رواں مجھے

کب نرا دیوانہ آوے قید میں تدبیر سے قدر مردوں کی سمجھنے کے نہیں یہ ماہ دار دیکھنا تو آگے از خود زینکاں کا حال ٹک منعم ایسے قصر لاکھوں مل گئے ہیں خاک میں	جوں صد انکلا اسی جائے خانہ زنجیر سے جو ہری واقف نہ ہو دے ہوشم شیر سے جا بجا سب پشت بردیو اپنی تصویر سے جز خرابی کے بنا کیا فائدہ تعمیر سے
--	--

درواب ہنستہ ہیں رونے پر مرے سب خاص عام
کیا ہو وہ نامے جو لگتے تھے دل میں تیر سے

انچشتی ہے وحشت کوہری چشم شریر سے اے مہموناں اب کی یہ غیرت زدہ ہرگز کیوں نینج تیری دشمنی کرتی ہے مگر ساتھ جادوں میں کدھر جوں گل یازی مجھے گردوں کعبہ بھی بھلا شیخ ترے ساتھ چلیں گے اس طرح کے رونے سے نوحی اپناڑ کے ہے کھلتی ہے مری آنکھ جو احوال پہ اپنے اے سنگ جو کچھ تو نے کیا شیشہ کے حق میں گر خاک مری سرمہ البصار نہ ہو دے	آتی ہے نظر پھر وہیں غائب ہو نظر سے بھرنے کا نہیں عمر کے مانند سفر سے مجھ کو تو نہیں کام کسو کی بھی کمر سے جانے نہیں دیتا ہے اوہر سے نہ آدھر سے اباہر کو پھرینگے ہم اگر بار کے گھر سے اے کاش یہ ابر مزہ دل کھول کے برے جوں شمع گٹا جانا ہوں میں اپنی نظر سے کرتا ہے کوئی بھی یہ سلوک اپنے جگر سے تو کوئی نظر قابل دیدار نہ ہو دے
--	---

<p>سرسنہ الفت ہے بڑا شیخ و برہمن گر قید ای قسمت میں ہے کچھ اور ہو بار بار پھر موت کسی طرح تو نزدیک نہ بھٹکے دل دے کے سنگار سے اظہار محبت</p>	<p>یہ رشتہ بہر سبب و زار نہ ہو دے پر دل کسوں سے تو گرفتار نہ ہو دے وہ بیا میں یہ جینے کا جو آزار نہ ہو دے ایسا کہیں پھر دیکھو تو زہار نہ ہو دے</p>
<p>گر زندگی اس طور سے اے دروہما میں خاطر یہ کسو شخص کے تو بار نہ ہو دے</p>	
<p>دیبا ہے کس کی نظر نے یہ اعتبار مجھے سو اتیرے کسو سے نہیں ہیں واشدیاں ہمیشہ اپنی نظر میں سبک میں رہنا ہوں کبھی جی میں نہ گذرا خیال سترابی تمہارے وعدے بتاں خوب ہیں بھتاہوں یہ کون برق تجلی ہوا ہے آفت جاں جفا و جور تو ظالم کس بھی گوارا ہیں یہ آپ ہی آپ کہہ رہی ہیں بدلتے ہو؟</p>	<p>کہ ایک دم بھی نہیں اپنے پاس بار مجھے مثال آئینہ اے چشم انتظار مجھے دیبا ہے اوروں کی نظروں کو وقار مجھے برنگ سایہ بنایا ہے خاک سار مجھے رہا ہے ایسے ہی لوگوں سے کاروبار مجھے کہ ایک دم نہیں جوں شعلاب قرار مجھے مگر یہ رسم جدائی ہے ناگوار مجھے وکلایے تو سہی منہ بھی ایک بار مجھے</p>
<p>اس امر میں بھی یہ بے اختیار ہے بندہ ملا ہے دروگیاں کچھ اعتبار مجھے</p>	
<p>فرض کیا کہ اسے ہوس اک دو قدم ہی باغ ہے دیکھئے جس کو مایاں اسے اور ہی کچھ دماغ ہے غیر سے کیا معاملہ آپ ہی اپنے دام میں کا حال مانہ پوچھئے جو کہوں میں سو کیا کہوں کھونڈے کھونڈے خمار میرے نشے کی آبرو سنئے ہیں یوں کہ آہ تو تم سے سوچیں یہ کہیں غفلت دل سہی مگر نیچر کو شوق خلق و درو</p>	<p>آپ کہیں نہ جائیے ملتا نہیں سہراغ ہے ایک شرب چراغ بھی گوہر شرب چراغ ہے قید خودی نہ ہو اگر پھر تو عجب فراغ ہے دل ہے سولیش ریش ہل ہے سولایع دل ہے ویدہ آئینہ کی طرح تجھ سے پھر اباغ ہے اپنی تلاش سے غرض ہم کو ترا سراغ ہے بہل و استہان ترا اور نہ ہر ایک داغ ہے</p>

<p>باد کرے میں کبھی کب یہ تجھے دماغ ہے دل ہر شگفتہ جسک وہ ہی چمن ہے باغ ہے مثل حباب سرنگوں شرم سے ہر باغ ہے دل ہے کہ شعلہ ہے کوئی شمع ہے یا چراغ ہے عمر گذشتہ کی طرح گم ہی سدا سراغ ہے</p>	<p>اپنے تئیں تو ہر گھڑی غم سے الم ہے دماغ ہے جی کی خوشی نہیں کرو سبزہ گل کٹھکچھ کس کی چشم مست نے بزم کو یوں چمکا دیا جلتے ہی جلتے صبح تک گدڑی سے تمام شب پائے کس جگہ پتا اسے بہت ہے وفا تجھے</p>
<p>سیر بہار دماغ سے ہم کو معاف کیجئے اُس کے خیال زلف سے درد کسے فراغ ہے</p>	
<p>تو بھی ادھر لگا کر ساخت مینا باغ ہے خون سے اپنے مثل گل ہم نے بھرا باغ ہے کہتے ہیں جس کو یاں ہما اپنی نظر میں زلف ہے گر پیچھے ہیں دامن میں ل کے تئیں فراغ ہے زادہ خشک بھی کوئی سخت ہی خرد باغ ہے</p>	<p>لحظہ لحظہ باں بنا دماغ پر اور دماغ ہے بیری لگا مست ہے یہ کی ہے میکشی دولت فقر کے حضور گر دے جاہ سلطنت اُس کے خیال زلف نے سب سے ہمیں چھڑا دیا ہم نے کہا بہت اُسے پر نہ ہوا یہ آدمی</p>
<p>اہل نظر کو رہنا درد نہیں ضرور کچھ مثل شروہی ہے چشم اور وہی چراغ ہے</p>	
<p>بیچے بو شمیم سے سو بھی کہاں دماغ ہے اپنی بساط میں یہاں ایک یہی چراغ ہے کچھ بھی ہے ربط تجھے ہمرہ کبک زلف ہے دن بھی یہی ہے جستجو رات یہی سراغ ہے</p>	<p>پھنسے کسی کی زلف میں کب ہمیں یہ دماغ ہے شعلہ دل کو ہر گھڑی اسے دم بامست بجھا ہو وہ رقیب رو سہمہ آپ کے ساختہ بجا قتلہ ہے جس طرح ہے یہ بوجھ آپ تک کہیں</p>
<p>درد وہ گلبدن مگر تجھ کو نظر پڑا کہیں آج تو اس قدر بنا کس نے دماغ باغ ہے</p>	
<p>ہر چہ کہ یاں ہے یاں نہیں ہے جس دم نہیں ہم جہاں نہیں ہے ہر چہ کہ توں کہاں نہیں ہے</p>	<p>یہ لوہیں دل طہاں نہیں ہے نالہ ہر قلام خواہ حوادیش وہو ناٹھے ہے تجھے تمام عالم</p>

<p>عقل کی طرح میں کیا بتاؤں جوں شمع نہ راز دل کہوں گا وعدے پہ ہو کیونکہ یاں تسلی</p>	<p>جز نام مرا نشان نہیں ہے ایسی بھی مری زباں نہیں ہے ہرگز یہ مجھے گساں نہیں ہے</p>
<p>فریاد کہ در و جب تلک میں تیار ہوں کارواں نہیں ہے</p>	
<p>پر یہ لذت تو ہے وہ جی ہی جسے پاتا ہے بائیں لوگوں کی جو کچھ دل مجھے سنو آتا ہے کیا کہوں تجھ سے غرض جی کو میرے بھانا ہے آپ ہی خوش ہوا پھر آپ ہی گھبرانا ہے دل دشمن یہ مجھے گھیر کے پھر لانا ہے دید و دید تو ہوتی ہے جوں جاتا ہے</p>	<p>عشق ہر چند مری جان کو اکھاتا ہے اے کب تک میں بکوں تیری بلا سنتی ہے ہنسیں پوچھ نہ اس شوخ کی جلی مجھ سے بات کچھ دل کی ہمارے تو نہ سلجھی ہم سے جی کڑا کر کے ترے کوچہ سے جب جانا ہوں راہ بیندی کبھو اس شوخ تئیں ہم کبھی</p>
<p>درو کی قدر مرے یار بھنسا د اللہ ایسا آزاد ترے دام میں یوں آتا ہے</p>	
<p>کہ دل کے تئیں دل سے پا رہا ہے غرض پھر تو اللہ ہی اللہ ہے تو قاصد ہمارا سر راہ ہے لفظ ایک دل ہے کہ آگاہ ہے دم سرو ہی اک ہوا خواہ ہے خبر گیر دل گاہ ہے گاہ ہے</p>	<p>یہ تحقیق ہے یا کہ افواہ ہے اگر بے حجاب نہ وہ بُت ملے عدم دشمنوں کو جو کہنا ہے کچھ نہ یاں علم و دانش نہ فضل و ہنر گئے نالہ و آہ سب ہم نفس خدا اس کو رکھے سلامت رہے</p>
<p>یہ کیا درو تجھے پر مصیبت پڑی کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے</p>	
<p>پیارے یہ لطف کیجئے پہچان کر مجھے گھبرا اسی خرابی نے پھر آن کر مجھے</p>	<p>دشنام دے ہے غیر کو تو جان کر مجھے کل کی طرح سے آج بھی اب بیند آجکی</p>

<p>دولت سرا میں اپنے ہی ہیمان کر مجھے پر کہہ روز لخت سے نہ پریشان کر مجھے ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے</p>	<p>آنا یہ بندہ خانہ اگر تجھ کو عار ہے ہوں رو برو حتم تو میں سر نہ در گلو صدفے میں تیرے کب نہیں بڑا کر دشت</p>
<p>پس شعر فہم جتنے زمانے میں لاعلاج اے درو ماننے میں یہ سب آن کر مجھے</p>	
<p>جو شخص کہ گذرے ہے نظر سے نظری ہے ہر سنگ میں شیشہ بھرا شیشہ میں پری ہے واں دل میں کدورت ہے تو یاں یاد بھری ہے مجھ سے نہیں ملت یہ میری بے نہری ہے جوں نگہت گل اس میں تری پرہ دری ہے تو بھی نور لبوں کے نہیں در بدری ہے</p>	<p>یاں غیب کے جلوہ تیش یہ جلوہ گری ہے گداز کے عشق تجھے رنگ دکھا دے جوں شیشہ ساعت میں تنگ طرف جہاں کے سو طرح سے دیتے ہیں اسے سچ ہر مند دل تنگ ہے یہ غنچہ دل منہ نہ کھلانا ہے جوں مہ و خوشب زرد سیم سے پروہ</p>
<p>لینا ہے خبر وہ تو سبھی خلق کی لیکن اپنے نہیں اے درو بہت بھجری ہے</p>	
<p>یہ محبت نہیں ہے آفت ہے میں جو دیکھا بڑی مصیبت ہے یہ بھی اک نوع کی حماقت ہے نہ عبادت نہ کچھ ریاضت ہے</p>	<p>مجھ کو تجھ سے جو کچھ محبت ہے لوگ کہتے ہیں عاشقی جس کو بندہ احکام عقل میں رہنا ایک ایمان ہے بساط اپنی</p>
<p>آپھنسوں میں تیروں کے دام میں یوں درو یہ بھی خدا کی قدرت ہے</p>	
<p>بلبلو کتنے ہی غنچے راز دل کہہ کر گئے پیش از میں ایک چند اس لبتی میں ہم کر گئے یہ نہیں معلوم محنت دل کد بہرہ کر گئے زعم میں اپنے سلاطین آپ کو شہ کر گئے</p>	<p>گل اگر سنکھ ہو بعض بید کچھ کہہ کر گئے چند مدت اب تم اسے باران آئندہ رہو آنسوؤں میں کچھ جگر کے بھی ہیں کڑے بعض بعض یہ نہ مجھے (دوری) شاطر نے شہ دی تھی انہیں</p>

<p>کشتگان عشق کو ملیو خدا سے خوب درو سخت صدمے یہ بتوں کے ہاتھوں پاں نہ کر گئے</p>	
<p>شخص وکیں آئینہ میں جلوہ فرما ہو گئے آئے تھے اس مجمعے میں قصد کر کے دور سے شیخ صاحب کچھ نہ پوچھو خلق ہے وہ پرفساد اے وہ وہ شخص بزدل دیتے تھے خبریں غیب کی</p>	<p>اس نے دیکھا آپ کو ہم اس میں پیدا ہو گئے ہم تماشا کے لئے آپ ہی تماشا ہو گئے جس میں یاں اصلاح سے بھی فتنے برپا ہو گئے دھونڈتے پھرتے ہیں انکو لوگ وہ کیا ہو گئے</p>
<p>دل ہی کچھ تنہا خفا ہو کر نہ یاں سے پھر گیا ہم بھی تو اے درو چلنے کو بھیجا ہو گئے</p>	
<p>تہمتیں چننا اپنے ذمے دھر چلے زندگی سے یا کوئی طوفان ہے کیا ہمیں کام ان گلوں سے لے لیا وہ منہ دیکھا تماشا یاں کا بس اے بس جی مت جلا نوب جانے ایک میں دلہن ہوں ولبا ہی دوست شیع کے مانند ہم اس بزم میں دھونڈا دھتے ہیں آپ سے اس کو پری ہم نہ جانے پائے باہر آپ سے ہم جہاں میں آئے تھے تنہا ولے جوں سر لے ہستی بے لویاں ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ</p>	<p>جس لئے آئے تھے سو ہم کر چلے ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے ایک دم آئے اوہرا دوہر چلے تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلے جب کوئی افسوس ترا اس پر چلے رہم کنتوں کے سناہے بھر چلے چشم غم آئے تھے دامن تر چلے شیخ صاحب چھوڑ گھر باہر چلے وہ ہی آڑے آگیا جب ہر چلے ساتھ اپنے اب آتے لیکر چلے بارے ہم بھی اپنی باری پھر چلے جب تلک بس چل سکے ساغر چلے</p>
<p>درو کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب کس طرف سے آئے تھے کب ہر چلے</p>	
<p>بات جب آذان پڑتی ہے</p>	<p>تب کہیں تیرے کان پڑتی ہے</p>

<p>اک بھلی سی آن پڑتی ہے کچھ تمہارے جی دھیان پڑتی ہے خلق کے پھر زبان پڑتی ہے یوں بھی اے ہریان پڑتی ہے</p>	<p>آتش عشق فہر آفت ہے آخر الامر آہ کیسا ہوگا بات چڑھتی ہے دل پر جو آخر میرے احوال پر نہ ہنس اتنا</p>
<p>شعر ہے اور درد ہے یعنی بات میں اور ہی جان پڑتی ہے</p>	
<p>بے طرح کچھ ان آنسوؤں نے پاؤں نکلے صدائے ترے اک بار تو منہ اپنا دکھا دے دل زلفوں سے بچ جائے تو آنکھوں سے چھپائے جس کے پس سر دل میں بکا اب تیں چھلے یوں چاہے سو تو اور بھی کچھ باتیں بنالے زلفوں نے تو یہ طرح یہ اب چھوڑے ہیں کالے مریٹ کے جدائی کے دن اتنے ہیں نکالے مڑگان نے وہیں کر دئے تیرے سامنے بھالے</p>	<p>اک آن سنبھلے نہیں اب میرے سنبھالے جو کچھ کہ دکھائے گا خدا دیکھیں گے ناچار ایسے سے کوئی اپنے تئیں کیونکہ بچاوے وہ سہرخ لباس اس کے گلے میں نظر آیا کب تجھ پہ گزرا ہے کبھی میرا سا احوال کیا جانے کس دل کے تئیں آہ ڈ سینگے پھر آگے قیامت ہے اگر اب بھی نہ آوے ابروں نے تیری جس طرف اب تیغ نکالی</p>
<p>وعدے کی تو مدت نہ کہی درد کچھ اس نے اس غم کو بھلا کہئے کوئی کب تئیں ٹالے</p>	
<p>ہم بھی ماحق داغ اپنے دل کے لکھلکائے گاہ گاہ ہے پاس میرے آپ تو آیا کئے ہم بلا سے یاں پڑے راتوں کو گھبراہ کئے ہم سدا غیروں سے طنائے گھبراہ کئے رات دن ہر چند اپنے دل کو بہلایا کئے لے چلی ہے آج ہم کو وہ پری سایہ کئے ہر گھڑی اٹھ اٹھ کے ہم جس گیلیٹے جایا کئے</p>	<p>غیر جو بے فائدہ ہاتھوں پہ گل کھایا کئے دل کی دل جانے مجھے شکوہ تو ملے گا نہیں دن تمہارے تو کٹے بارے خوشی سے ہر طرح دل برا ہوتا ہے کوئی تجھ سے پریوں بے بحث چین تو ہم کو نہ آیا ایک ساعت اس بغیر دیکھنے پانا نہیں ہے کوئی جس کی چھاؤں اپنے دروازہ ملک بھی وہ نہ آیا ایک بار</p>

یا زودہ راتیں نہیں با یہ کچھ دنوں کا پھیر ہے	ہاتھ اب لگتے نہیں تب پاؤں دلوایا کئے
تب ہمارے اسکے اپنا تک یوں بھی تھی درو یاں	بات ایسی دلی ہے رسم خاطر میں کم لایا کئے
ہو ا جو کچھ کہہ سنا تھا کہیں کیا جی کو روٹیٹھے	بس اب اک ساتھ ہم دونوں سے لہجہ ہاتھ دھوٹیٹھے
بسا اپنی میں تھے ہم آپ سوا ب تو نہیں ملے	نہ تھا کچھ اور اپنے پاس جو رکھتے تھے کھجور ٹیٹھے
نہ پوچھو کچھ ہمارے پھر کی اور وصل کی باتیں	چلے تھے دھونڈنے جس کو موہ دے آپ کو ٹیٹھے
وفا کی چھینٹ بھی تجھ پر ٹی ہرگز نہ اے ظالم	لگا تھا خون دہن سے سوہ بھی آپ سے ٹیٹھے
نہ اٹھو درو اپنے بستر سے طمع کر ہرگز	جو کچھ یوں غیب سے آوے سو تم اللہ کو ٹیٹھے
جہاں کچھ چاہنے والے قریب یکدگر بیٹھے	ہم اپنا دل بغل میں وہ اب لے کر آ کر بیٹھے
نہ چھو عشق کی سوزش نے عالم میں کیا کیا کیا	عجب طوفان اٹھائے یہ کہ جس گھر کے گھر ٹیٹھے
محنت نے نہاری دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا	قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھرتیٹھے
کوئی دن اور بھی ہم کو پھولے گردش دوراں	نہیں اٹھنے کے پھر ہرگز کہیں ایک اگر بیٹھے
نہ اٹھا بھرا جی میں سوا ب تو کچھ کر دھالی	کہ دن جتنے تھے دے دوں نہ ملنے سے ہی پھر ٹیٹھے
پرکھیا کس لئے اتنا کوئی جہانے جو کچھ جانے	سدا رہتے ہیں یوں تو لوگ یاں ایسا ہر ٹیٹھے
کوئی ٹیٹھا اس کئے یاں جاسکے ہے اس طرح چلے	چلے تھے ہر گھڑی اٹھا اٹھکے ہم اے درد پر بیٹھے
کبھو تو میو فانی یاد آجی کو ڈراتی ہے	کبھو اسید و عدو کی ہر دوایاں دلاتی ہے
چھلا واسا یہ ہو جانا ہے جلوہ دل کا گناہ ہے	جدائی پھر تو اک مرتبہ عرض کیا کیا رکھاتی ہے
کبھو رونا کبھو سہنا کبھو حیران ہو رہنا	محنت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے
اگرستم ہو تو بھی کب یہ صدر تھم سکے اس سے	نیش دل کی بھانوں یوں تو میری ہی چھاتی ہے
پھرے ہمس طرح جو آج لو لے وہ دینہ دسا	
ہم ہم کو بھی ملک بیکار وہ کیا آفت کے آتی ہے	
ہر گھڑی ڈھانپنا چھپنا نا ہے	الغرض تو ہنر دکھانا ہے

<p>کہیں اس بات کا ٹھکانا ہے داؤسے لگے جو لگانا ہے یہ بھی اک بانگین کا بانا ہے آہی جانا جدھر کو جانا ہے ہر طرح کچھ نہ کچھ سنانا ہے</p>	<p>وصل سے بھی تو سیری ہوتی ہے دل لگاؤ کہ یا لگے ہی لگو ترچھی نظروں سے دیکھنا ہر دم یہی اپنی بھی گون کی بانیں ہیں واہ ری یہ زبان کی تیزی</p>
<p>دیکھو دیکھو نہ سیر دی ورد کو بھی تو منہ دکھانا ہے</p>	
<p>کون دیکھی ہے اچلی ایسی بات لائے ہو تم بھلی ایسی آپ لگ چلے کیا چلی ایسی ہندی پاؤں میں کیا ملی ایسی دل بتاؤ کوئی گلی ایسی بارغ میں کب کھلی کلی ایسی</p>	<p>دل تجھے کیوں ہے بیگلی ایسی سب برا کہتے ہیں تو کہنے دو وہ ملے گا تو ہم بھی ملتے ہیں خون ہوتا ہے دل کا یاں آؤ اسکے گھر میں کدھر سے پہونچے جا مسکرایا خوشی سے وہ جس طرح</p>
<p>ورد گھر کے توجویوں چونکا کیا اٹھی جی میں کھلبلی ایسی</p>	
<p>جب حدوت اپنا کھلا راز قدم کہنے لگے بات تمام اپنے دل کی ہم سے کم کہنے لگے وہ ہوا بے پردہ تب ہم اس کو ہم کہنے لگے ہے کسی کا وہ دہن جس کو عدم کہنے لگے</p>	<p>کیف و کم کو دیکھ اُسے بے کیف و کم کہنے لگے غیر کچھ کچھ کان میں بھی و بدم کہنے لگے واہ و قسمت کی بھوری کو دیکھا چاہے غافل و غم بات اپنی بھی سمجھتے ہی نہیں</p>
<p>بیت پرستی کفر یاں دل کی گرفتاری ہے ورد جیسا ہے جس کو لگے اس کو صدم کہنے لگے</p>	
<p>لیکن سنی نہ تو نے ٹک بھی مری کہانی ملتا نہیں جو تو ہے پھر کیا ہے زندگانی</p>	<p>دشوار ہوئی ظالم مجھ کو بھی نیند آئی منظور زندگی سے بھرا ہی دیکھنا تھا</p>

نہاج اب نہیں ہم ناصح نصیحتوں کے مرنے سے آگے کیا ہے مرجائیکے تو مرجائیں	ساتھ اپنے سب باتیں لیتی گئی جوانی بہتر نہ ملے ہم سے گریوں ہی جی میں ٹھانی
میرے غبار کا کچھ پایا لاشاں نہ ہرگز صحرایں جا صبا نے ہر جزیرہ خاک چھانی	
جب کہا میں کہ ٹنگ خبر لینا ایک دم میں تو جی ہی جاتا ہے	دل پہ آفت ناناں ہے پیارے زلیت اب کوئی آن ہے پیارے
تب لگا کہنے سچ یوں ہی ہوگا میرے دل کی جو پوچھئے یہ ہے	کیا پر اس کا بیان ہے پیارے جان تو اپنی جان ہے پیارے
مجھ سے مرجائیں گے تو مرجائیں جان ہے تو جہاں ہے پیارے	
تیری گلی میں میں نے چلوں اور صبا چلے کسکی یہ موج حسن ہوئی جلوہ گر کیوں	یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے دریا میں جو جباب تھے آنکھیں چھپا چلے
ہم بھی جس کی طرح تو اس قافانے ساتھ	ناے جو کچھ بساط میں تھے سوسنا چلے
کہ بیٹھیوں نہ درو کہ اہل وفا ہوں میں اس بیوفا کے آگے جو زکر وفا چلے	
جتنی بڑھتی ہے اتنی گھٹتی ہے زلفت کی کج ادائیماں دیکھو	زندگی آپ ہی آپ گھٹی ہے ہر گھڑی منہ سے جا پلٹتی ہے
آج ہے آہ کی ہوا کچھ اور	دیکھئے کس طرف پلٹتی ہے
جو خرابی کہ درو میں پھیلی دست قدرت سے کب سمجھاتی ہے	
گرام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے اس خانہاں خراب کو بے جاؤں میں کہاں	کر عیے نہ مجھے کو یاد تو پھر کیا درنگ ہے ولی پر تو یہ ٹھنڈا بیابان بھی درنگ ہے
تیری دشتیوں کو سمجھتا ہوں آتش	تیرے کو میرے ساتھ جھٹ گزرم نہ درنگ ہے

	کرنا ہے اس قدر تو خفا درو کو عبت ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہے	
پیمیش نہ کبھی مری مشیت غبار سے تھہر گئی میں آنکھیں مری انتظار سے جوں آفتاب نکلے مراد دل کنار سے	آہستہ گزریو تو صبا کوئے یار سے اس سنگدل کی وعدہ خلائی کو دیکھئے سیبے کو چاک صبح کے مانند گر کروں	
	اے درو غیر کا نہیں شکوہ مرتے تئیں جو کچھ گلہ ہے مجھ کو سو ہے اپنے یار سے	
یا لکل جانے کا جی ناے ہی کرتے کرتے خالی ہو جائے ہے پہلے نہ کھرتے بھرتے اے صبا جاتی تو ہے جائیو ڈرتے ڈرتے	دیکھ لو لگا میں آسے دیکھئے مرتے مرتے لاگلا بی رہے مجھ ساقی کہ یاں چلیں ہے جو گیا کوچے میں اُس کے نہ پھرا ایدہر کو	
	درو جوں نقش قدم تھا سر راہ پر اس کے رٹ گیا اوروں ہی کے پاؤں کے دھرتے دھرتے	
ساقی شتاب آ کہ ترا انتظار ہے گذرا جدھر یہ تیر تو پھر وار پار ہے گردن پہ اُس کی خون کسی کا سوار ہے	آیا ہے ابرو در چین میں ہزار ہے ظالم سمجھ کے اپنی نظر ہیکہ کہیں روتا نہیں ہے شاہد مینا یہ بے سبب	
	ناداں نظر سے اپنی گرا دے نہ درو کو جو کچھ کہ ہے سو ہے یہ ترا دستدار ہے	
اب گاہ گاہ سیدھی ملاقات رہ گئی کہنے کو یہ بھی لوگوں کے اک بات رہ گئی آخر کو ہمار کے برسات رہ گئی	ملت ہوئی کہ ویسی عنایات رہ گئی یاں کون آشنا ہے ترا کس کو تجھ سے ربط بازی نہ دی تھی اُس نے مری چشم تر کیساتھ	
	وہ دخت رز کہ چھلتی پھرے ہے جہان کو کہتے ہیں درو و یاس بھی اک رات رہ گئی	
ساتھ انکار کے پردے میں کچھ افرامی ہے	گرچہ میرا بھی ہے پر اسے کچھ پیار بھی ہے	

زادہ اشکر خفی کی بھی خبر تک لینا چشمِ رحمت سے ادھر کو بھی نظر کیجئے گا	ساتھ ہر دانہ تسبیح کے زنار بھی ہے اسی امید پر آیا یہ گنہگار بھی ہے
دل بھلا ایسے کولے درونہ دیکھے کیونکر ایک تو ہار ہے اور تسبیحِ طرحدار بھی ہے	
جب نظر سے بہار گزرے ہے وہ زمانے سے باہر اور مجھے جس کے تو ہو کے سامنے گذرا	جی پر رفتار بار گزرے ہے رات دن انتظار گزرے ہے آپ سے بار بار گزرے ہے
نالہ زار درد کا ہر اک چھوٹے دل کے پار گزرے ہے	
تو چونکتا جٹ ہے کسی بات کے لئے یوں ہی تمام جھگڑے ہی رگڑے میں ہو گئی اگلے معافہ کو اگر کیجئے معاف	میں آگیا ہوں صرف ملاقات کے لئے ہر دن خراب بھرنے غمے جس رات کیلئے لگ جاؤں اب گلے سے مکانات کے لئے
ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو تو لنگ رہا ہے کو پہ میں جس گھات کے لئے	
عمن کی بیہودہ رونے کو ڈبوتی ہے دم لینے کی فرصت یاں ٹٹکی نہ زمانہ نے خورشیدِ قیامت کا سر پر توب آپہنچا	گر اشک بجا ٹپکے آئسو نہیں ہوتی ہے ہم تجھ کو دکھا دینے کچھ آہ بھی ہوتی ہے غفلت کو جگا دینا کس نیند یہ سوتی ہے
خورشید نہ تنہا ہے گردش میں زمانے کی یاں اپنے دنوں کے تئیں شبنم بھی تو روتی ہے	
جو ملتا ہے پھر کساں زندگانی عجب خواب درپیش ہے پھر تو سب کو دلاسا تو دیکھو تو ٹمک جا کے اس کو نجاوے گا جب تک مرے جی میں بھی ہے	کہاں میں کہاں تو کہاں تو جوانی سنا لو ٹمک اب اپنی اپنی کہانی تڑپتی ہے بے شک مری جانفشانی تراغم ہے پیارے مرا پیار جانی

دل

<p>جو سانس بھی نہ بے سکے سواہ کیا کرے دل میں کسوں کے آہ کوئی راہ کیا کرے یہ کچھ گزر چکا ہو وہ پھر چاہ کیا کرے اب میرے حق میں دیکھئے اللہ کیا کرے جو کچھ ہے میرے دل میں نہ پر عیاں ہے گلشن میں ہے تو یہ کچھ آسودگی کہاں ہے مارنفس سے لے دل وابستہ میری جان</p>	<p>درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے فرمودگی ہے رشتہ تبلیغ کا حصول جس دل پر بیوفائی مستحق کے سبب دل دے چکا ہوں اُس بُت کا فریاد تھیں آنکھوں کی لہ ہر دم اب خون دل رواں ہے عینچہ ہے دل گرفتہ گل کا ہے چاک سیدہ آہوں کی کشمکش میں کہیں دیکھو نہ ٹوٹے</p>
<p style="text-align: center;">گناہ اب جہاں میں مجھ سا نہیں ہے کوئی عفا کا نام تو ہے ہر چند بے نشان ہے</p>	
<p>مرگ آپو بچو کہ قابو ہے کہ مرا سر ہے یا کہ زانو ہے مے پر سنوں کے حق میں دارو ہے</p>	<p>دل نڈیا ہے ورد پہلو ہے غم سے پہچانتا نہیں ہوں میں منع صہبائے کر تجھے اے شیخ</p>
<p style="text-align: center;">جلوہ گر ہے بھی میں اے ذرے جس کے خاطر تجھے تنکا پلو ہے</p>	
<p>دل خلوت و چشم انجمن ہے لیکن فیر لہ دھوکہ کن ہے ہنگامہ وصل جان دتن ہے</p>	<p>ہستی ہے سفر عدم وطن ہے ہر چند کہ سنگ دل ہے شیریں دیکھیا تو یہ شورشن من و ما</p>
<p style="text-align: center;">مت جاتر دنازی پہ اس کی عالم تو خیال کا چمن ہے</p>	
<p>ہوا کیا درد کو چہا لے گلی کیوں آج ہے سونی محبت کے شمار دے نے یہ چھائی حطر چھوئی وے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دہنی</p>	<p>تو وہ مالوں کی منورش ہے نہ آہو کی ہر وہ دہنی جدا کر دیکھا مامہ کو حقیقت گر نہیں پڑھتا پیش کو دل کی میں سمجھا تھا یہ آنسو بچھا دینے</p>

<p>پڑی ہے خاک پر یہ لاش اُس رشک شہید کی لہو کے آنسوؤں روتا ہے جس کو قتل کر خونی</p>	
<p>تو اس فذر جو اس کا مشتاق ہو رہا ہے کوئی بھی شخص اس کا مارا ہوا نہ پنیپا سیما کشنہ کس کا ماء الحیات کید ہر کس کے تیش و یکے کس پر نگاہ کیجئے عہد شکن ہو خواہ وہ دل شکنی کیا کیے</p>	<p>کیا دل سے بھی زیادہ آئینہ میں صفا ہے دل نہ کہیں لگانا الف بری بلا ہے گر جی کو مار سیکئے اے دور و کیسا ہے لکھوئے جس طرف نظر سمجھئے آہ کیجئے اس کی طرف سے ہونہ ہو آپ نباہ کیجئے</p>
<p>کعبہ کو بھی نہ جانیے دیر کو بھی نہ کیجئے منہ دل میں کسو کے در ویاں ہووے تو راہ کیجئے</p>	
<p>نہ وہ بہار داں رہی نہ یاں ہم جواں ہے آباد کھیو خانہ دنیا کو اے سپہر</p>	<p>ملے پھر اُس سے آہ پہ وہ دن کہاں ہے ایک چند ہم بھی اُن کے یاں میہماں ہے</p>
<p>دل اپنے پاس گو کھجو رہتا نہیں ہے درد پر ہے یہی دعا وہ رہے خوش جہاں ہے</p>	
<p>اگر آہ بھرے اثر شرط ہے بڑاغبین فاحش ہے انسان میں</p>	<p>وگر ضبط کرے بگر شرط ہے پرکھنے کو اس کے نظر شرط ہے</p>
<p>قدم عشق میں در و رکھتا تو ہے وہ جانے کہاں میں خیر شرط ہے</p>	
<p>نحت جگر سب آنسوؤں کیساتھ بگئے کس کس طرح سے اُس نے بھی سن سکے مالیاں</p>	<p>کچھ پارہائے دل ہیں کہ بکاو میں رہ گئے ہر چند ہم بھی بالوں میں کچھ کچھ تو کہہ گئے</p>
<p>اس کی نظر میں درد یہ کچھ بات بھی نہیں دانست میں ہم اپنی جو کچھ سن کے سہ گئے</p>	
<p>یہ زائد کتب خطا ہے بے خطر ہے علاج درد سر سنبیل ہے لیکن</p>	<p>اگر آدم نہیں تو بھی بشر ہے ہمیں گھسنا ہی اُسکا درد سہر ہے</p>

	سراپ چشم ہوں جوں آئینہ پر کسور و رد کب میری نظر ہے	
کروں کس کے ساتھ اے شرر گر جوشی خبر اپنی لے اے گلستان خوبی	نہ دیکھی زمانے کی لو چشم پوشی کرے ہے تبسم ترا گل فروشی	
	بہت مست ہے بوجے تر گس چین میں کسو کی تو آنکھوں نے کی بادہ نوشی	
جگر پہ داغ لے میرے یہ گلشن کی مری سی نالہ تراشی نہ کر سکا فراد	اگر اس نے آپ تماشے کو مہربانی کی اگرچہ اُس نے بھی اک عمر تیشہ لانی کی	
	ہم اپنی عمر میں دنیا سے ہو گئے ہزار عجب ہے حضور نے کیونکر کر زندگانی کی	
دل سمت میدان یا طرف سر کو منہ کرے کیا کم ہے مرغ قبلہ نما سے میرے دل اس کے تئیں بھی دختر رز ملک تو منہ لگا متاں کیو تو اس میں کہ شہود کون ہے دونوں جگہ ہیں معنی مولا ہی جلوہ گر	پھوڑا یہ درد دیکھئے کیہ سر کو منہ کرے سجدہ اُدھر ہی کیجئے جی سر کو منہ کرے میں جانوں پھر یہ ناہد اگر گھر کو منہ کرے ہر مرتبہ میں دیکھیو موجود کون ہے غافل ایاز کون ہے محمود کون ہے	
	تجہ پر کھلا ہے راز الیہ المصیر اگر ہر فنل تو سمجھیو کہ منقصود کون ہے	
ولہ		
اک خلق سیست ہے بیخبری ہے ہر آہ شرر بار ہے جوں سرو چراغاں غافل تو کہ ہر پہلے ہے شک و گمانی خبر ہے	کس زلف کی بو تھم میں نسیم سحری ہے کیا آگ الہی میرے سینہ میں بھری ہے شیشہ جو نعل میں ہے اسی میں تو پری ہے	
رباعیات		
جان تو اک جہاں رکھتا ہے	کون میری سی جان رکھتا ہے	

<p> درد کیا کیا گمان رکھتا ہے اگر کھینچ لے جائے سستی مجھے دکھائی بند سی ولہستی مجھے اک آگ سی کچھ ہے کہ وہ سینے میں گڑی ہے معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے جائے چراغ کوئی دل مہرباں جلے ڈوبے اگر زمین و گر آسمان جلے میں چپ رہوں کہاں غائب ہوا تو کئی اک آہ بھٹی سو وہ بھی سر اپنا ٹپک گئی اپنا جب اختیار نہ ہووے تو کیا کرے اس کو پر اعتبار نہ ہووے تو کیا کرے اگر ملے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے پران دونوں کے اطمینان میں اپنا کام ہوتا ہے گر کوئی کھٹے یار میں گزرے دن بہت انتظار میں گزرے گریبان میں ہے مثل صبح اک تار نفس باقی بچھڑا سرزمین دل میں کوئی خار جس باقی ہمنے دریا میں بھی دیکھا بلبلوں کا جوش ہے جسے اس لذت کو پایا ہے سدا خاموش ہے بیاں زندگی کے مردن و شہداء ارباب ہے دیکھا ہے تو اس کے یہ مرد و ارباب ہے راہ رزاق سے اس رہ میں گزر جاتا ہے کچھ نہ کچھ کام تو اپنا بھی یہ کر جاتا ہے </p>	<p> تیرے یہ دھنگ اور تجھ سے میاں نہیں چھوڑتی قید سستی مجھے زمانے نے اسے درد جون گرد باد کیا جائے کیا دل پر مصیبت یہ پڑی ہے اس طرح سے اک لحظہ جو آنسو نہیں ٹھہرتے بس یہی مزار یہ میرے کہ گاہ گاہ اے درد کیا عجب ہے تیرا اشک آہ سے آیا نہ چین جی کو نہ دل سے تپک گئی اب کون حال تل کہے اس مست ناز سے دل ہی یہ بے قرار نہ ہووے تو کیا کرے عاشق تو جانتا ہی نہیں اور کون ہے نہ ملے یار سے دل کو تو کب آرام ہوتا ہے جس و عشق تل سمجھیں گے آپس میں کچھ ہوگا یہی پیغام درد کا کہنا کون سی رات آن ملے گا ہمارے جامہ تن میں نہیں کچھ اور بس باقی یکا یک عشق کی آتش کا شعلہ سفد و بھڑکا گلروں کا بھڑو بر میں جو کہ کہتے ہوش ہے و صدف خاموشی کے کچھ کہتے ہیں سکتے ہیں گرجان ہے تو جان کے آزار ساتھ ہے دنیا وہ فاحشہ ہے کسو سے نہیں بچی پوچھ مت قافلہ عشق کہ ہر جاتا ہے گواہ ہے مرا مالہ بقول کے دل سے </p>
---	---

<p>گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے آئی ہے دل میں اور ہی صورت نظر مجھے نہ کچھ غیر سے کام نہ یار سے مجھے دیکھ دشنام کہنے لگا غیر اس کو چے میں اب دیکھا تو کم آنے لگے کون ایسا آریا دھڑکے تم اس کی طرف</p>	<p>تو جس طرف کو دیکھئے اس کا طور ہے شاید یہ آئینہ بھی کسی کے حضور ہے کہیں چھوٹوں اس دل کے آزار سے نہ ہو گا خوش اب بھی تو بزار سے نیری خاطر میں کچھ شاید کہ ہم آنے لگے آنہ پھرنے نئے کچھ یا دم بدم آنے لگے</p>
--	---

افراد

<p>یہ اظہار نظر آتا نہ اپنا دل نہ الجھاتے پر دواع اپنے دل کے تو سب خاک میں ملے غرض کہ دیکھ لیا میں جہاں تمناں تو ہے مرچے اب میں غم ہے نہ کچھ شادی ہے کوئی خانماں خراب کسی دل میں گھر کرے پیارے تو رخصتیوں کا ترے بیڑا پار ہے اگرچہ میں یہ نہیں جانتا کہاں تو ہے یہ جیتے جاگتے ہم پر قیامت سب گذرتی ہے ہماری زہم میں ہوتا ہے اور ہی ذکر سلطانی دل جس سے لگا پھر سے دیکھا تو نہیں ہے برنگ عکس تجھ کو آئینہ سکندر ہے اگر عقارے کھلیں سیح کے زناں ہو جائے اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن بہت ہو جائے سنگدل کیا تجھ کو کہنے اپنی ہی تقدیر ہے نہ دن ہی نہ رات نہ نیاں رات کٹے ہے چھوٹے اس لکھ سے جو مر جائے</p>	<p>سلجھتی بات جن طرحوں میں ہم ویسا ہی جلتے گل کھلے تھے جنوں نے وہ مثل کچھ نہ کچھ غلے گروہاں ہے تو تو ہے وگرنہ عیاں تو ہے دل کو سب قیدوں سے اس وقت میں آزادی یار بہ پہر اتنی تو اب درگزر کرے اس تیغ آبدار کا گریہ ہی وار ہے مرا لوجی وہیں رہتا ہے نہ جہاں تو ہے نہ مر نہیں نہ نیند آتی نہ وہ صورت بستر تی ہے نہ یہ قصہ سکندر کا نہ مذکور سلیمانی از لبکہ جہاں نقش فنا کا ہی نکلیں ہے طلسم سستی موبوم دل پر سخت چنبر ہے تیں گڑھے دل سے کفر آنا ہو جائے تری آنکھیں دکھا دیے تو نگرست ہو جائے نالہ ہے سو ہے اثر اور آہ بے تاثیر ہے تجھ بن کیا کہوں تجھ سے کس طرح کٹے ہے کیجئے کیا آہ کہ صبر جائے</p>
---	--

<p>اس طرح جی میں سانس کھٹکے ہے مشابہ کوئل ان آنکھوں سے کم ہے عین دل کیسی اپنی پہلو ہر وقت روتا ہے بت پرستی ہے اب نہ بت شکنی نہیں ہے بے سبب یہ خندہ دندان ہر دم زبں درود جہائی نے تیری بندوں کو مار ہے دیکھ کر خسار تیرے کی صفا</p>	<p>مانس ہے یا کہ پھانس کھٹکے ہے یہ نرگس ہے سو مرقع القلم ہے نہ کر غم اسے دوئے عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہمیں تو خدا سے آن . جی و کسو کے تلوہو پیٹنے پہ بینی دانت دکھتا ہے اگر آزار بھی ہوتا ہے تو وجہ مفاسل ہے آئینہ کی یاں اکھڑتی ہے قلبی</p>
--	---

رباعیات متفرق

<p>بدت تیں باغ و بوستان کو دیکھا جوں آئینہ کب تلک پریشاں نظری دیکھا ہے میں نے زندگی کا جیسے سپنا تقصیر عاف تب ہی ہوگی اسے درو اے درو یہ کون صبر کو ٹوٹ گیا کیا تجھ پر مصیبت پڑی ایسی ظالم عاشق تجھ کو جو گھر نہ پانا ہو گا اور دس بھی تجھ کو تو خوشی حاصل ہے پیدا کرے ہر چند تقدس بندہ جنت میں بھی اکلہ شربت ہے کب نہ اے درو یہ سیکست اجا کر دیکھا ماند مرزا اٹھ گئی صنف کی صنف ہے ہم نے بھی کھجور جام دیلو دیکھا تھا ان باتوں کی اب جو غور کرئے اے درو</p>	<p>یعنی کہ ہمار اور خزاں کو دیکھا اب موند لے آکھ بس جہاں کو دیکھا جلنا ہے سزا ہی تجھ کو نت ہے کھینا جوں شمع کروں گا تب قد بوس اپنا یوں تجھ سے جو ضبط یک یک چھٹ گیا کہ تو بھی جی ڈھسا کہ دل ٹوٹ گیا کیا کیا کچھ اس کے دل میں آنا ہو گا تیرا جی دوں بھی بہل جانا ہو گا مشکل ہے کہ یہ دوس سے دل برکن روزخ کا بہشت میں بھی ہو گا و خدا کچھ تو ہی بنا کہ دل لگا کر دیکھا ہم نے تو جد ہر آنکھ اٹھا کر دیکھا جو کچھ کہ نہیں ہے رو بہ رو دیکھا تھا کچھ خواہ اب سا تھا کہ وہ کھو دیکھا تھا</p>
--	--

موند آنکھ سدا لب تئیں دن ٹالے گا	دل	غفلت کے تئیں بنل میں یوں پالے گا
اسے درد ماقبر تو کرتے ہو وے		ٹنک اپنا گریباں میں سر ڈالے گا
کس کا کین کیا کسو سے کہنا	۔	اپنا اپنا ہر ایک کا ہے کہنا
گزرے اب اس طرح سے اپنی لے در		رو پا چپکے پڑے اکیلے رہنا
یا رب مقصود خلق کیا میں ہی تھا	۔	ایسا تحفہ جہاں میں یا میں ہی تھا
کچھ کام ظہور میں نہ آیا مجھ سے		بس تجھ کو یہ مجھ سے مدعا میں ہی تھا
آرام نہ دن کو بے قراری کے سبب	۔	نئے رات کو چین آہ و زاری کے سبب
واقف نہ تھے ہم تو ان بلاؤں کے بھو		یہ کچھ دیکھا سو تیری یاری کے سبب
کیا فائدہ گریباں سے یاں دیدہ سہر	۔	نت پر وہ چشم دل ہے کوری دگر
جوں آئینہ ہر چند کھلی آنکھ وے		آتا ہے نظر میں عیب اپنا جو ہر
یوں دیکھ کے اپنے غم سے مجھ کو رنجور	۔	کہتا ہے سمجھ تو سہی گر کچھ ہے شعور
اتنا بھی نہ مر کوئی دلوں جیتا رہ		ملنا ہے تجھے بھہر بھی جو مجھ سے منظور
اے درد اگرچہ میں ہے جوش و خروش	۔	رہتے ہیں وے اہل تامل خاموش
سو جوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں		گرداب کے مانند جو ہیں دریا نوش
اے دروید دروچی سے کھونا معلوم	۔	جوں لالہ جگر سے ماتھہ دھونا معلوم
گزار جہاں ہزار بھو لے لیکن		میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم
اے درد بہت کیا پر لکھا ہم نے	۔	دیکھا تو عجب جہاں کا لکھا ہم نے
بینائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کو		جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے
غم کھاتے ہیں اور آنسو نت پیتے ہیں	۔	دن رات مجھے عجب طرح بیتے ہیں
گزرے ہے جو کچھ کہ گزرے ہے کیا کہئے		پر تحفگی یہ کہ اب تلک جیتے ہیں
جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں	۔	ہر حرف میں کہتے ہی ورق پڑھتا ہوں

ان علم کی انتہا سمجھت آئے

اے درد ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

اے دردمندوں سے برملا کہتا ہوں	تو حید نہ میں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں چاہیئے انکار	بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں
دیر یا پر عبث جاتے ہے ساقی سے کہو	اے آئینہ دیکھ ظالم اس عالم کو
آنکھیں تری یوں نشہ سے جاتی ہیں جڑ ہی	جوں کشتی چڑھاؤ پہ کھینچی جاتی ہو
کی بہت طریق زہد میں عمر تباہ	اب کیجئے دل کو معرفت سے آگاہ
جوں کو چسواں کسی میں دیکھا	کو چہ ہے یہ عمر بے نہنیں اس میں راہ
کب جی میں تیرا دنیا کی طلب بیٹھ سکے	جس دل میں ہوں بھری ہو کب بیٹھ سکے
نہیں شہر و حق سے ہوتی ہے نصیب	اٹھ جائے نظر سے خلق تب بیٹھ سکے
مت پوچھ کہ میں نے عمر کیونکر کاٹی	جس طرح سے کٹ گئی یہ دہر کر کاٹی
کس واسطے چاہئے پر یکھا اتنا	دور و زکی زندگی ہے جوں کر کاٹی
ہر بہت کے لئے کب تئیں مرنے رہئے	کب تک یہ کفر دل میں بھرتے رہئے
اب درد جو کچھ کہ زندگی باقی ہے	اللہ کو اپنے یاد کرتے رہئے
اے بحر علوم سب کو باری باری	ہے تجھ سے ہی اجصول فیض باری
ناحشر تری مریدی و پیری کا	جوں موج یہ سلسلہ رہیگا جاری
آزادی معرفت نے اے درد کبھی	عقدہ نہ کیا قبول جی پر کوئی
کیوں اتنی اٹک ہی ہے اے قید جیانت	یہ بھی جو گرہ سی ہے سوٹھل جائے کبھی
پیری چلی اور گئی جوانی اپنی	اے درد کہاں ہے زندگانی اپنی
کل اور کوئی بیباں کرے گا اس کو	کہتے ہیں اب آپ ہم کسائی اپنی
یا اس نے ہی کچھ رسم تغافل کم کی	تاثیر بڑی ہے یا کہ اپنے غم کی
روئے کو مرے تو ہے وہ نظروں میں	اس کو ہر اشک کی بھی رتی چسکی
تیرے لئے درد کو کسی سے نہ بنی	بہنہروں نے چاما پہ سمجھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر	ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی
جوں کال سے بان مال کی پیدالی ہے	زمن مال سے کال کی شناسائی ہے

دیکھی تیر سرب اور تشبیہ تمام کچھ آپ ہی گرا کے آپ ہی کچھ جیتا ہے اے درد ہمیشہ یہ دل دیوانہ عاشق ہوئے جس کے اس کے محبوب بنے تس پر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے	وہ اس کے یاس یوں ہی کام آئی ہے کستا ہے کچھ آپ آپ ہی سنتا ہے کیا کچھ اور حیرتا ہے اور بنتا ہے دلوں و سرب اس کے ساتھ اسلوب بنے بس درد و خداے اب تمہیں خوب بنے
---	---

رباعی مستزاد

اے درد و شب قدر ہے ہر زلف سیاہ گردل سے ہے راہ
ہر خط میں لکھی ہوئی ہیں آیاتِ خدا کر ملک تو نگاہ
جوں آئینہ حیران ہوں میں سرتا پا ہے عشق گواہ
آتا ہے نظرِ حسن میں جلوہ کیا کیا اللہ اللہ

مستزاد

گر شوق ہے جی میں حق کے پہچاننے کا ابرام کرو
کستا ہوں سخن چھوٹا سا پر ماننے کا اک کام کرو
ہے غیر اگر تم میں تو لازم ہے تمہیں پہچاننا ہے
اور تم ہی ہو تو فائدہ کیا جاننے کا آرام کرو
کبھی تم کو بھات ہیں اور کیسی تو سکھ پاوت ہیں
یہ پھلہاری درد ہمیں کچھ اور سمو دکھلاوت ہیں
کلیاں من میں سوچت ہیں جو پھول کوئی کھلاوت ہیں
جو دن و گویا بیت گویا ہے دان ہونکو آوت ہیں

مخمسات

باطن سے جنہوں کے تئیں خبر ہے	نظا ہر پہ انہیں تو کب نظر ہے
------------------------------	------------------------------

پتھر میں بھی عشق کا اثر ہے	اس آگ سے سوختہ جگر ہے
ہر سنگ میں دیکھ تو شر ہے	
خاموش نہ ہو ترک گفتگو کر	باطن کے صفا کی جستجو کر
حیرت میں وصال آرزو کر	آئینہ دل کو رو برو کر
دیدار نصیب ہر نظر سے	
ہستی نے کیا ہی گرم بازار	لیکن یہ یہاں نگاہ درکار
سختی سے نہ رکھ قدم تو زنمار	آہستہ گزریاں کہسار
ہر سنگ و کان شیشہ گر ہے	
دیدار نما ہے شاہد گل	اور زلف کشا عروس سنبل
جب دل نے مرے کیا تامل	تب پردہ رنگ و بو گیا کھل
دیکھا تو ہمار جلوہ گر ہے	نزدیک و بعید ہے برابر
مت ہودم یاس سے مگر	آئینہ وہم ہے سر اسر
ماند نگہ نکل تو باہر	تیرے تئیں تجھے تلک سفر ہے
ہر عجز میں کبریا ہے محبوب	ہر نقص میں ہے کمال مطلوب
کوئی نہیں ہے جہاں میں محبوب	آنے ہیں مری نظر میں مضرب
گر عیب ہے پردہ ہنر ہے	اے درد رموز کبریا ئی
کب سمجھے ہے زاہد ریا ئی	بے عجز نہیں ہے واں رسائی
ہے مجھ کو جہاں یہ پر کشائی	پرواز شکست بال و پر ہے
ہم وحشیوں کے دل میں کچھ اور ہی انگ ہے	وحشت بھری ہے اور اور ہی ترنگ ہے
ان گم شدوں کے آگے تو عتقا بھی دنگ ہے	اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزا بھی مری چھائی پر سنگ ہے	
نے فکر صبح کی نہ غم شام ہمیں	نے شوق بادہ تھا نہ سر جام تھا ہمیں
جب تک عدم میں تھے عجب آرام تھا ہمیں	اس سستی خراب سے کیا کام تھا ہمیں

	اے نشہ ظہور یہ تیری ترنگ ہے	
نے یوں ہوائے آب ہے نے حرصِ نان کی زاد یہ بائیں سب میں ترے امتحان کی	نے وہشت سقر نہ ہوں ہے جہان کی فارغ ہوٹھیں فکر سے دونوں جہان کی	
	خطرہ جو ہے سو آئینہ دل پر رنگ ہے	
دیگر		
کئی قیمت میں اسکے پاس نقد دین کو لائے ہمیں یہ سوچ ہے وہ خود فراموش ایدمرا کر آئے	کئی دنیا دکھاتے ہیں کہ یوں سودا یہ بچائے براہ اوچہ درباریم نے دیئے نہ دینائے	
	وے داریم اندو ہے سرے داریم سود لائے	
مگر ان ہوقوتوں نے محبت سہل جانی تہ وے یہ شعلہ سرکش تو یوں گرمی کرے ہے کہ	ہوں کرنا ہے تیرے عشق کی ہر ایک کینہ بد بنازم چشمِ داغنت را عجب بینائے دارد	
	بغیر از سببہ پاکاں ندیدم نوش کند جائے	
دیگر		
سنائی ہے مجھے ہر خطر کج ادائی دوست بڑھی ہے اور طرف جا کے دلربائی دوست	کرے ہے دشمنی اب مجھ سے آشنائی دوست یہ تو بھی دل میں ہے سیر دی صفائی دوست	
	وفا میری نہیں دیکھے ہے بیوفائی دوست	
مجھے تو نزع میں گذرا ہے صبح سے تا شام غرض کہ مجھ کو ہوئی زندگانی تلخ تمام	پھر اب جو شام ہوئی صبح تک کے آرام کہے ہے سن کے مرا حال وہ مجھے کیا کام	
	رنگہ کجیو ملک رنگ بیوفائی دوست	
ترکیب بند		
شاہنشہ ملک کفر و دین تو ہوں لفظ بمعنی آشنائیں اے زبور دست غیب ہر جا	ہے تحت نشین دل نشین تو ہے معنی لفظ آفریں تو انگشت نما ہے جوں نگیں تو	

کافر ہوں نہ ہوں جو کاغذ عشق
 دشمن ہے کہاں کدھر کو ہے دوست
 دیرانی دادی گسان تو
 ہمسات جہاں یہ کور چنباں
 کرتا ہے یہ کون دیدہ بازی
 تو ہی تو ہے دل کی بے حجابی
 معشوق ہے تو ہی تو ہی عاشق
 میں منتظر دم صبا ہوں
 اک عمر گزر گئی سمجھتے
 تنکا بھی تو لے سکا نہ مجھ سے
 بیگانہ جو مجھ سے ہاں پھر ہے
 موجود نہ ہو مجھ سے کچھ وہ کافر
 اپنی تو کو کوئے تیرہ بختی
 بے دل تو نہ کر مجھ سمجھ ٹک
 مشکل ہے مجھ کہیں سائی
 پائی نہ گل وفا کی بو بھی
 آئندہ نہ کیجئے محبت
 میرے دم سر دے سے نہیں دور
 ہوں داغ میں زخم دل کے ٹکھوں
 پوچھے کوئی جس کی بات مجھ سے
 ہے غم یہ ترا کہ روز شب یوں
 ایذا میں ہے دیکھ کیا حلاوت
 بیاں کھولیں تو سمجھ کے آنکھیں

ہے ناز ہستاں ناز میں تو
 ہے گرمی بزم مہر و کیں تو
 آبادی خانہ یقیں تو
 ڈہونڈے ہیں تجھے تو ہے ہیں تو
 گر روشنی نظر نہیں تو
 ہے پروہ چشم سر گلیں تو
 عذرا ہے کدھر کدھر ہے دامن
 جوں خچہ گرفتہ دل بنا ہوں
 معلوم کیا نہ میں نے کیا ہوں
 شرمندہ جذب کھرا ہوں
 تقصیر یہ ہے کہ آشنا ہوں
 گر آئے خدا بھی میں تو کیا ہوں
 ہر جنبہ کہ سائے ہما ہوں
 میں ہی تو بساط میں رہا ہوں
 کوٹنا ہی طبع نادر ہوں
 اس باغ میں جا بجا پھرا ہوں
 دنیا ہے نہٹ ہی جاوے
 خورشید اگر ہو قرص کا فور
 بہت ہی رہا سدا یہ ناسور
 کرنا ہے مجھے ترا ہی مذکور
 رکھنا ہے ہمارے دل کو معمور
 بے نوش نہیں ہے نیش زنبور
 شمع مجلس ہے شعلہ طور

اتنا نہ ہوڑا میں اڑ سلیمان
 قائل نہیں اختیار کا میں
 تو عشق کے رنگ کی سیر کر ٹنگ
 پروانہ و شمع مل گئے یوں
 اس زیست کا اعتبار کیا ہے
 گذرا ہے نظر سے ایک عالم
 ظالم ملک دھرو تو دیکھ لے تو
 دھما نا تو ہے دل کے تئیں لیکن
 ہے دید فدا سی حاصل چشم
 ظاہر ہے تجھی سے تو یہ عالم
 دنیا سے امیر پائنداری
 جوں آئینہ منہ کسی سے مت پھیر
 کچھ پائی خبر نہ میں نے دل کی
 ہے میرے تئیں سرخ دل کا
 مت کہہ کہ فلک میں ہے بڑا ڈنگ
 اسے رشک پہاڑ ہے تجھی سے
 برعکس سمجھ صفا کو اس کی
 اے شیشہ گراں نہیں یہ مینا
 کرتا ہے تو صلح غیر سے تو
 حیرت کا مری تو یہ اثر ہے
 میں پہونچوں خیال کی طرح واں
 کرتا ہے یہ دل تو روز ناے
 میں غنچہ دل گرفتہ دل

کچھ تخت سے کم نہیں پر مور
 بندہ ہے سمجھ میں اپنی مجبور
 واصل ہے کوئی کوئی ہے مجبور
 ہیں بلبل و گل جدا جدا دوں
 کوئی دم میں یہ زندگی ہو ہے
 چشم نہیں ہے نقش پا ہے
 کوئی پل میں خدا ہی جلے کیا ہے
 تو جان یہ خانا خدا ہے
 عقدہ یہ حجاب پر کھلا ہے
 تو مجھ کو بنا کہیں چھپا ہے
 یہ وہم ترا کہ ہر گیا ہے
 ترے دل میں اگر صفا ہے
 کس کے خیال میں وہ گیا ہے
 پھرتا ہوں لئے یہ داغ دل کا
 کس کا ہے سمجھ تو ٹنگ یہ نرنگ
 یہ روئے زمیں پہ آب اور رنگ
 آئینہ کے دل میں ہے بھرا رنگ
 پگھلا ہے شراب پر دل سنگ
 ہم سے ہے مگر ارادہ جنگ
 وہ بھی مجھے دیکھ رہ گیا جنگ
 اگر مجھ سے ہو تو ہزار فرسنگ
 ہے لے سے زیادہ تر خوش آہنگ
 تو عقدہ کشائے خاطر تنگ

جوں خم مجھے تو شکستہ دل رکھ
عاشق ہے اور اضطرار کرنا
ہم بھی ہیں امیدوار بوکے
اے عشق قسم ہے قتل گاہ میں
دل اس کی گلی کو جب چلے تو
مینا کو نہ توڑ محتسب تو
ظالم ہیں نری چشم قاتل
ہو میرے سوا یہ کس سے ناحق
اے وعدہ خلاف کبتاک یہ
آشفہ دلوں کو رست سنانا
والبتہ ہے ان سے مہمبو دل
مدت تیں عشق دل پہ در تھا
آنکھوں نے جدہ کی نیز بازی
رضی نہ بچا تری نگاہ کا
ہو سامنے کون اس مژدہ کے
پوچھا میں کہ دل کو کیوں اجاڑا
ہیں ہم بھی صبا ترے تو ہمراہ
اے مالہ بھرے ہے کیوں بھٹکتا
کیوں رد و قبول میں ہے جھگڑا
اے در و جہاں کہیں میں دیکھا

مستہ تیغ سے اپنی شمع رکھ
اک خانہ کہیں قسار کرنا
ایک صبر بھی صبا گذار کرنا
پہلے تو ادھر ہی وار کرنا
میرا بھی ٹٹک انتظار کرنا
میرے تیں سنگسار کرنا
عاشق سے انہیں نہ چار کرنا
اپنے تیں یوں نزار کرنا
بے فائدہ انتظار کرنا
زلفوں میں دیکھ شاد کرنا
مدت ٹوٹ پڑے کوئی کھجور دل
دیکھا تو عجب کا درد سر تھا
تھا دل ہی مرا کہ واں سپر تھا
جو زخم تھا سو وہ کارگر تھا
میرا ہی تو یہ دل وجہ گر تھا
کہنے لگا خوب اپنا گھر تھا
مدت سے ارادہ سفر تھا
تجھ میں بھی کہو تو کچھ اثر تھا
تجھ میں نہ تو عیب نے ہنر تھا
وہ بار مرا ہی جہلوہ گر تھا

خاموش ہو مت چتا کسو کو
آتا ہے نظر خدا کسو کو

مطبوعات دوکان شیخ مبارک علی تاجر کتب لوہاری ازہ لاہور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
فریاد امت - بروضہ خاتم نبوت	۱۳	مقامات حمیدی - فارسی	۸
نالہ بیتیم - درو انگیز نظم	۲	ترجمہ اردو	۸
نساء قاضی - ردیف الف - ج ۱	۷	غزلیات لطیفی نیشاپوری	۷
مشمول امتحان منشی فاضل	۷	مثنوی زہر عشق	۱۷
رباعیات ابوسعید الخلیج	۷	شکوہ ہند - از مولانا حالی	۲
رباعیات حاجی استرآبادی - جو کہ بی ایے	۸	چمپ کی داو -	۲
فارسی کورس کا ایک حصہ ہیں	۸	مسدس حالی	۸
مزدیس - فارسی ڈرامہ	۱۲	ترجمہ و شرح رباعیات ابوسعید الخلیج	۱۲
حدائق البلاغت - سفید کاغذ	۱۲	خلاصہ شعر العجم حصہ سوہم	۶
ابو الفضل فخر اول و سوم	۷	حصہ چہارم	۸
ابو الفضل فخر اول کا ترجمہ میوہ سومہ	۷	حصہ پنجم	۱۷
مکتوبات علامہ	۷	پرشین کیو ریش	۷
تاریخ جہانکشائے نادری	۷	لمعات اوسج گیادوی	۶
مخزن اسرار نظامی	۱۰	المامون - مولانا شبلی	۷
حکیم نباتات - فارسی ڈرامہ	۱۷	الفاروق	۸
		اردو معنی - مزار غالب سوم	۷

المشہور

شیخ مبارک علی تاجر کتب لوہاری ازہ لاہور

CALL No. 1917 MWI ACC. NO. 4844

AUTHOR 212 MWI 13

TITLE 212 MWI 13

T23.1/0.02

1915 MWI		4844	
212 MWI 13		212 MWI 13	
212 MWI 13		212 MWI 13	
Date	No.	Date	No.
1984	3	T23.1/0.02	3470



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.